عوارف [illegible] لطائف آلہیہ کہ بر انسان
خصوصاً فائض [illegible] عموماً فایز اند حکم
لمعات [illegible] و اخلاص [illegible] وقف [illegible] دل
حضرت خداوندی گردانند [illegible]
بلکہ عالم وجود قطرہ ایست از رشحات [illegible]
نور شہودش لا بلکہ ایست از شہود وجود او [illegible]
بیک کلمۂ کن چندین ہزار کلمات حقایق را از
کتاب ذات بر لوح فطرت نگاشت و انسان را
کہ بہم لطیفۂ قلبیہ [illegible] ایست از لطائف
القدس عنایت خویش رسالہ لطیف ساخت
آن کی کہ بمحض [illegible] آدم اول

عوارف معارف آلہیہ کا جو انسان پر خصوصاً نازل
اور تمام ممکنات پر عموماً فائز ہیں عرف و [illegible]
چاہتے کہ صدق و خلوص کی روشنیاں اوس دل
کے اور تجلیات پر وقف کی جائیں جس کے رشحات
سے وجود عالم بلکہ خود عالم وجود ایک قطرہ ہے
کے [illegible] شہود کا ظہور اوس کے شہود وجود کی ایک
[illegible] امنشی جس نے کتاب ذات کے
ایک کلمہ کن سے ہزاروں کلمات حقایق لوح فطرت
پر لکھے ہیں اور انسان کو جو لطیفۂ قلبیہ و نیز [illegible] کا
مجموعہ ہے اپنے لطائف القدس عنایت سے ایک
لطیف رسالہ بنایا اور اول جس نے محض اپنے سبب ربوبیت [illegible]

بنی آدم گردانید و خلعت خلافت بمؤدای اِنِّی
جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً بخشید و آخر از ذریات
او انبیاء و اولیاء را بمزید عنایت و کرامت مخصوص
کرد و در حجر رعایت و حمایت خود بپرورد و سرآمد ہمہ
کہ ومہ خاتم المرسلین و افضل النبیین را فرمودہ بر تخت
محبوبیت نشاند و تاج اجتبا بر سر نہاد و طریق تنفیذ
ہدایت او بر جن و انس و ملک و ملکوت کشاد و علما
امت او را بمصداق علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل
بخلاف دعوت نبوت بجای انبیا پس آنہا نہا
و دامن ہمت این پاکبازان را از تلوث باغراض
دنیویہ شستہ پاک بافشاند از ینجاست کہ دست ہمت
ایشان از نعمت کونین کوتاہ است و پای طلب در
راہ ایشان سیاحان بیدای طریقت و سباحان
دریای حقیقت اند و از فرط رحمت بر ہر حرکتی و سکنتی
از جوارح و جوانح ایشان نقیبی از نقبای حشمت خود
بر گماشت و بطریق تزکیہ و تصفیہ نفوس و قلوب
ایشان را از ملابس صفات منسلخ فرمود و خلعت وجود
باقی بر بدن ایشان بدل آن راست نمود و صلوٰتی
کہ اثر آن در آجل و عاجل بماند سزاوار بارگاہ سید

ابوالبشر کیا اور خلعت خلافت بمصداق اِنِّی جَاعِلٌ[1]
فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً بخشا اور آخر مین اون کی اولاد
سے انبیاء و اولیاء کو بزیادتی عنایت و کرامت مخصوص
اور اپنے آغوش رعایت و حمایت مین پرورش کیا
اور سب کا سردار خاتم المرسلین افضل النبیین کو فرما کر
تخت محبوبیت پر بٹھایا اور بزرگی کا تاج اون کے سر
پر رکھا اور اون کے طریقہ اجرای احکام ہدایت کو
جن و انس و ملک و ملکوت پر کھولا اور اون کے علمای امت
کو بمصداق اسکے کہ میرے علماء امت انبیاء بنی اسرائیل کے
ایسے ہین انبیاء کا خلیفہ کیا اور ان پاکبازون کی دامن
ہمت کو دنیاوی اغراض مین آلودگی سے پاک رکھا
اسی لیے انہون نے کونین کی نعمتون سے ہاتھ اوٹھایا ہے
اور راہ طلب مین قدم رکھا ہے یہی لوگ میدان طریقت
کے طے کرنے والے اور دریای حقیقت کے تیرنے والے
ہین اور بکمال رحمت ان کے تمام اعضاء کے حرکات و
سکنات پر اپنے نقبای حشمت سے ایک نقیب مقرر
کیا اور تزکیہ و تصفیہ سے انکے نفوس و قلوب کو حجابات صفات سے
جدا کیا اور بجای اسکے وجود باقی کا خلعت انکو عطا کیا اور درود
درود جسکا اثر جلد ہوا اور دیر تک رہی اوس ذات بابرکات کے لائق ہے

[1] مین بنانے والا ہون زمین مین ایک نائب ۱۲

کہ تمامہ انبیاء را پیشوائی بحق اوست و جملۂ
اصفیا را رہنماے مطلق او صلی اللہ علیہ و علی
آلہ الطاہرین و اصحابہ الزاہرین
اما بعد بر قاصدان کعبۂ حقیقت و سالکان مسالک
شریعت پوشیدہ نیست کہ کتاب عوارف المعارف
حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی در علم عالی
تصوف از متانت عبارت و رزانت اشارت
مشہور است در عموم کالشمس بین النجوم کہ از غایت
احتیاج محتاج بتذکیر و تذکار نیست الحق کہ قناوہ
تصوف است و لب لباب بشرح تعرف دیباچہ اش
از دقت لغات مشکلہ فہمیدن دشوار تا بفہمیدن
خاتمہ اش چہ رسد چون بندۂ احقر مشہور بہ انور
ابن قدوۃ السالکین و عمدۃ العارفین الوحید الفرید
الفقید الندید خلف سلف الاثر مولانا شاہ علی اکبر قلندر
مد ظلہ العالی ابن الشیخ الاکبر آیۃ من آیات اللہ و
معجزۃ من معجزات رسول اللہ صاحب مقامات
کشف و عیان دانائے احوال اعیان و اکوان
ذو السلسلۃ الازہر مولانا و جدنا شاہ حیدر علی قلندر
نور اللہ ضریحہ المنور و صیر مرقدہ کاظم الاثر و خوشہ چین

جو تمام انبیاء و اصفیاء کی پیشوا اور رہنما ہے خدا کا درود و سلام
آپ اور آپ کی اولاد پاک و اصحاب ذی پاک پر۔
اسکے بعد واصلین کعبۂ حقیقت و سالکین مسالک شریعت
کو معلوم ہو کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی
کتاب عوارف المعارف علم تصوف میں اپنی خوبی
عبارت و عمدگی اشارت سے عام میں ایسی مشہور ہے
جیسے ستاروں میں آفتاب اور بوجہ اپنی غایت اشتہار
کے کسی ذکر و تذکرہ کی محتاج نہیں سچ تو یہ ہے کہ
تصوف کا قناوہ ہے اور شرح تعرف کا خلاصہ ہے جب
اوس کا دیباچہ ہی مشکل لفظوں کی وجہ سے سمجھنا
دشوار ہے تو خاتمہ تک سمجھنے کو کوئی کیا کہے۔
بندۂ احقر مشہور بہ انور ابن قدوۃ السالکین و
عمدۃ العارفین وحید فرید فقید ندید خلف سلف الاثر
مولانا شاہ علی اکبر قلندر مد ظلہ العالی ابن شیخ اکبر
آیت الہی و معجزۂ رسالت پناہی صاحب مقامات
کشف و عیان داناے احوال اعیان و اکوان
صاحب سلسلۂ ازہر مولانا و جدنا شاہ
حیدر علی قلندر نور اللہ ضریحہ المنور و
صیر مرقدہ کاظم الاثر۔ و خوشہ چین

خرمن افاضت حضرت قدر قدرت محی الوقت غوث السالکین غیاث العارفین کاشف اسرار توحید حافظ اذکار تفرید مولانا و استاذنا شاہ تقی علی قلندر عطر اللہ مضجعہ المعطر بامعان نظر بمطالعہ این کتاب برکت نصاب مشرف شد بعضی صدیق رفیق خواستگار آن شدند کہ ترجمہ خطبہ آن بطور شرح نوشتہ دہم لاجرم بپاس خاطر شان خامہ بدست آوردم در مجلسات چند شرح آن حسب استعداد خود نوشتہ دادم و چون این کتاب مستطاب بلحاظ کثرت شروح خویش در صرف قلم بسیاری از مشایخ آمد لہذا نام این رسالہ نخبۃ الصوارف فی ترجمۃ خطبۃ العوارف گردانیدم امید کہ مقبول اخوان باصفا گردد اکنون شروع بہ مطلب میکنم و می گویم قال الشیخ السہروردی

خرمن افاضت حضرت قدر قدرت محی الوقت غوث السالکین غیاث العارفین کاشف اسرار توحید حافظ اذکار تفرید مولانا و استاذنا شاہ تقی علی قلندر عطر اللہ مضجعہ المعطر نے جب بغور اس کتاب برکت نصاب کا مطالعہ کیا تو بعض دوستون نے یہ خواہش کی کہ خطبہ کا ترجمہ بطور شرح مین لکھدون لہذا اون کی خاطر سے مین نے قلم اوٹھا کر اوس کی شرح حسب استعداد خود چند جلسون مین لکھ ڈالی اور چونکہ یہ کتاب بلحاظ کثرت شروح بہت سے مشایخ کے صرف قلم مین آئی اسلیے مین نے اس رسالہ کا نام نخبۃ الصوارف فی ترجمۃ خطبۃ العوارف رکھا امید کہ مقبول اخوان باصفا ہو اب مین مطلب شروع کرتا ہون اور کہتا ہون کہ حضرت شیخ سہروردی فرماتے ہین

قولہ الحمد للہ العظیم شانہٗ

جمیع محامد خواہ حمد خالق باشد خود بر ذات خود یا مخلوق راجع است بسوے خداے کہ بزرگ ست شان او۔ باید دانست کہ ارباب صناعت لام مطلق را دو قسم ساختہ اند یکی اسمی و دیگرے حرفی۔ اسمی آنکہ داخل شود بر مشتقات کالمصدر والصفۃ المشبہۃ

تمام تعریفین خواہ خدا خود اپنی تعریف کرے یا مخلوق وہ سب اوسی ذات کی طرف راجع ہین جس کی بڑی شان ہے۔ جاننا چاہیے کہ ارباب صناعت نے لام مطلق کی دو قسمین کی ہین ایک اسمی دوسرا حرفی اسمی وہ جو مشتقات مثلاً مصدر و صفت مشبہ

و فعل التفضیل و اسم الفاعل و اسم المفعول که دلالت
بر ذات شی و حرفی آنکه برای تعریف و تعیین مدخول
خود موضوع ست و آن بر چهار صنف است اول لام
عهد خارجی که بدان اشاره کرده میشود بسوی فردی
و حصهٔ از افراد و حصص آن حقیقت که آن فرد معتبر نزد
مخاطب بود نحو الیس الذکر کالانثی ای لیس
الذکر الذی طلبت امرأة عمران کالانثی
التی وهبت لها دوم لام جنس که اشاره کرده شود
بآن سوی جنس و طبیعت کقولک الرجل خیر
من المرأة یعنی حقیقة الرجل خیر من حقیقة
المرأة سوم لام استغراق که اشاره کند بسوی
حقیقتی بشرط تحقق و شمول آن در ضمن جمیع افراد
نحو ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا
و عملوا الصالحات چهارم لام عهد ذهنی که اشاره کند
بسوی حصهٔ از حصص حقیقتی که معهود و معتبر میان
متکلم و مخاطب نبود بلکه بطریق احتمال دائر میان
افراد باشد پس مدخولش در حکم نکره باشد نحو و اخاف
ان یاکله الذئب پس لام این جا یا برای جنس
است و این ظاهر است یا برای عهد خارجی

وافعل التفضیل و اسم فاعل و اسم مفعول پر داخل
ہو کہ ذات شے پر دلالت کرتا ہے اور حرفی وہ جو
اپنے مدخول کی تعریف و تعیین کے لیے بنایا گیا ہے اور
اوسکی چار قسمین ہین اول لام عہد خارجی جس سے اوس
حقیقت کے افراد و حصص مین سے اُس فرد و حصہ کی طرف
اشارہ کیا جاتا ہے جو مخاطب کے نزدیک معتبر ہو جیسے
الیس الذکر کالانثی[سله] یعنی وہ مرد جس کو عمران کی بی بی
نے مانگا اوس عورت کی طرح نہین ہے جو اوسے بخشی
گئی۔ دوسرا لام جنس جس سے جنس و طبیعت کی طرف اشارہ
کیا جاسکے جیسے یہ قول کہ الرجل خیر من المرأة یعنی مرد کی
حقیقت عورت کی حقیقت سے اچھی ہے تیسرا لام استغراق جو
کسی حقیقت کی طرف بشرط اوسکے ثبوت و شمول کے
بضمن کل افراد کے اشارہ کرے جیسے ان[سله] الانسان
لفی خسر الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات چوتھا لام عہد ذہنی
جو اشارہ کرے کسی حقیقت کے حصون مین سے اوس حصہ
کی طرف جو متکلم و مخاطب مین معہود و معتبر نہو بلکہ افراد مین
بطریق احتمال دائر ہو تو اوس کا مدخول نکرہ کے حکم
مین ہوگا جیسے و اخاف[سله] ان یاکله الذئب تو یہان
پر لام یا جنسی ہے جو ظاہر ہے یا عہد خارجی ہے

سله یا دونون عورتین ... ١٢ سله بیشک انسان گھاٹے مین ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ١٢ سله اور ڈرتا ہون کہ کھا جاویگا اوسکو بھیڑیا ١٢

مشیر القولہ علیہ السلام الحمد للہ اصعاف

ماحمدہ جمیع خلقہ کما یحبہ ویرضاہ واین جا معنی استغراقی مراد گرفتن وبارادۂ استغراق تمام جنس آنکہ طبیعۃ کلیہ افراد خود است داخل شمردن مناسب لایق می نماید چہ کہ درین صورت حاصل معنی فقرہ چنان خواہد بود کہ جمیع محامد جمیع مراتب از ملک و ملکوت ہمہ عائد باوست زیرا کہ چون باز گشت ذوات ہمہ بسوی اوست رجوع صفات و احوال

وغیرہ من حیث انہا عرضیات الذات

بطریق اولیٰ جانب او خواہد بود واین است معنی

اللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ

ناجرم برای او حمد است در ہر آن کہ آمراست در ہمہ شان و حمد در لغت بمعنی ستودن است و حاصل مصدر ش ستایش و آن چار چیز می خواہد حامد و محمود و محمود علیہ و بہ این جا ہمہ موجود اند کہ بندہ حامد است و خدا محمود و محمود علیہ نعمات شاملہ و آلات کاملہ او و محمود بہ ہمین عبارت خطبہ است تفصیل این حمد از اہل لغت بہ عبارات مختلفہ آمدہ نزد بعضے ثنائے کہ بر فعل جمیل کسی باشد و نزد

مثل آنحضرت صلعم کے اس ارشاد کے کہ الحمد للہ اضعاف[۱]

ماحمدہ جمیع خلقہ کما یحبہ ویرضاہ اور یہان استغراقی معنے مراد لینا اور بارادہ استغراق تمام جنس کو جو اپنے افراد کی طبیعت کلیہ ہے داخل سمجھنا مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس صورت مین فقرہ کا مطلب یہ ہوگا کہ تمام محامد کل مراتب ملک و ملکوت سے اوسی کی طرف عائد ہین کیونکہ جب تمام ذاتون کا مرجع وہی ہے تو صفات و احوال

وغیرہ کا بحیثیت اونکی عرضیات ذات ہونے کے بھی

مرجع بطریق اولی وہی ہوگا اور یہی ارشاد[۲] [illegible] کی ہی

الیہ ترجعون کے معنے [illegible] لہذا اوسی کے لیے ہر وقت حمد ہے جو تمام [illegible] اون مین حاکم ہے اور حمد کے لغوی معنے تعریف [illegible] کرنے کے ہین جس کا حاصل مصدر ستایش ہے جو چار چیزین چاہتا ہے حامد و محمود و محمود علیہ و محمود بہ اور یہان سب موجود ہین کہ بندہ حامد ہے اور خدا محمود اور نعمات شاملہ و صفات کاملہ محمود علیہ اور عبارت خطبہ محمود بہ اور اہل لغت نے اس حمد کی تفصیل مختلف عبارتون سے کی ہے بعض کے نزدیک وہ تعریف جو کسی کے اچھے فعل پر کی جاوے ۔ اور بعض کے نزدیک

[۱] [illegible] حمد اللہ کی [illegible] دو چند اوس سے جو تمام خلق نے کی جیسا کہ پسند [illegible] اوس سے اور پسند [illegible] اوس سے ۱۲

[۲] ارشاد ہے خدا ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور اوسی کی طرف پھیرے جاتے ہین ۱۲

برخے وصف جمیلی کہ بقصد تعظیم بود و در اصطلاح
فعلی کہ بمقابلۂ نعمت بر تعظیم منعم دلالت کند و ہم
دراین معنی است شکر لغوی و نقیض حمد ذم است
و نقیض شکر کفران والنسبۃ بین ہذہ المعانی
عموم من وجہ جائیکہ حمد بمقابلۂ نعمت بر زبان
آرند ہر دو صادق اند و جائیکہ بجوارح دیگر بود
شکر است نہ حمد و جائیکہ بدون مقابلہ آید حمد باشد
نہ شکر۔ و اَللّٰہ مہموز فاء است در اصل اَلْاِلٰہ بود
بفتح ہمزۂ اول و سکون لام اول و کسرۂ ہمزۂ ثانی
و فتح لام ثانی بعدہ الف و ہا بمعنی معبود حرکت
ہمزۂ ثانی نقل کردہ بما قبل دادند و ہمزہ را حذف
کردند اَللَّاہُ شد بعدہ قاعدہ یافتند کہ دو حرف
صحیح از یک جنس فراہم آمدند لام اول را ساکن
کردہ در دوم ادغام کردند اللّٰہ شد و یا مثال واوی است
کہ در اصل اَلْوِلَاہ بود بکسر واو منحرفہ واو را بہمزہ بدل
کردند بقاعدہ اشباح بعدہ حرکت ہمزہ نقل کردہ
بما قبل دادند و ہمزہ را حذف کردند اَللَّاہُ شد پس
لام اول را بقاعدۂ مذکورہ ادغام کردند اللّٰہ شد و
بعضی گویند لفظ اللّٰہ سریانی است یا عبرانی کہ در اصل

بقصد تعظیم کسی اچھے کی تعریف اور اصطلاحاً وہ فعل ہے
بمقابلۂ نعمت تعظیم منعم پہ دلالت کرے اور اسی معنے
مین لغتاً شکر بھی ہے اور حمد کی نقیض ذم ہے اور شکر
کی کفران ان مین نسبت عموم من وجہ ہے جہان پر کہ
بمقابلۂ نعمت بولین گے وہان دونون صادق آوین گے
اور جہان پر دیگر جوارح سے ہوگی شکر کہین گے نہ حمد اور
جہان پہ بمقابلہ ہوگی وہان حمد کہی جائیگی نہ شکر
اور اَللّٰہ مہموز فا ہے اصل مین الالٰہ تھا ہمزۂ اول کے
زبر اور لام اول کے سکون اور ہمزۂ ثانی کے زیر اور لام
ثانی کے زبر سے بعد اوس کے الف و ہا بمعنی معبود پھر
ہمزہ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی اور ہمزہ کو گرا دیا
اللَّاہ ہوا پھر بقاعدۂ صرفی دو حرف صحیح ایک جنس کے ایک
کلمہ مین جمع ہونے کے پہلے لام کو ساکن کرکے دوسرے
مین ادغام کر دیا اللّٰہ ہوا اور یا لفظ اللّٰہ مثال واوی ہے
جو اصل مین الولاہ تھا واو منحرفہ کے زیر سے بقاعدہ اشباع
واو کو ہمزہ سے بدل دیا پھر حرکت ہمزہ نقل کرکے ماقبل
کو دیدی اور ہمزہ کو حذف کر دیا اللّاہ ہوا پھر پہلے
لام کو بقاعدۂ مذکورہ ادغام کیا اللّٰہ ہوا اور بعض کہتے
ہین کہ اللّٰہ لفظ سریانی ہے یا عبرانی جو اصل مین

لاہا بود چون معرب کردند الف را از آخر حذف
کردند و در اول الف ولام آوردند ولام را در لام
ادغام کردند اللہ گردید و در بیضاوی ست کہ اللہ
در اصل الٰہ بود پس ہمزہ را حذف کردند و بعوض
او الف ولام آوردند ہمین وجہ یا اللہ می گویند
و الف ولام مانع دخول حرف ندا نمی شود مگر این
این اسم شریف مختص بہ معبود برحق گشتہ و لفظ اللہ
بنا بر غلبہ استعمال بہ معبود برحق مستعمل می شود گو
لغتاً عام الاستعمال است و لفظ اللہ مشتق است
از الٰہ یا لٰہ الٰہیۃ والوہیۃ و بعضی گویند کہ مشتق است
از تا لہ و استالہ و برخی میفرمایند کہ از الٰہ مشتق است
کہ بمعنی تحیر است و این معنی عمدہ اند چرا کہ عقول
در معرفتش حیران شدہ یا مشتق از الہت الی فلان است
بمعنی سکنت الیہ واقع شدہ زیرا کہ دلہای خلائق
بذکرش مطمئن و بمعرفتش ساکن می شوند یا گویند کہ
از الٰہ کہ مستعمل می شود بر وقتیکہ کسی فزع کرد
از امریکہ بوے نازل گشتہ و آلہہ غیرہ بمعنی اجارہ
مستعمل می شود باین وجہ کہ پناہ گیرندہ جانب
معبود خویش جزع و فزع می نماید پس اگر معبود حق است

لاہا تھی جب معرب کیا تو الف آخر سے گرا دیا اور اول مین
الف ولام لے آئے اور لام کو لام مین ادغام کر دیا اللہ ہوا
اور بیضاوی مین ہے کہ اللہ اصل مین الٰہ تھا ہمزہ گرا دیا
اور اوس کے عوض مین الف ولام بڑھا دیا اسی وجہ سے
یا اللہ کہتے ہین اور الف ولام حرف ندا کے داخل ہونے
کو مانع نہین ہوتا مگر یہ نام نامی معبود برحق سے خاص
ہو گیا اور لفظ اللہ بوجہ غلبہ استعمال معبود برحق پہ مستعمل
ہوتا ہے اگرچہ لغتاً عام الاستعمال ہے اور لفظ اللہ
الٰہ یا لٰہ الٰہیۃ والوہیۃ سے مشتق ہے اور بعض کہتے ہین کہ
تا لہ و استالہ سے مشتق ہے اور کچھ لوگ کہتے ہین کہ الٰہ سے
مشتق ہے جسکے معنی تحیر کے ہین اور یہ عمدہ معنی ہین کیونکہ
عقول اوس کی معرفت مین حیران ہین یا الہت الی
فلان سے مشتق ہے جو سکنت الیہ کے معنے مین ہے
کیونکہ خلق کے دل اوسکے ذکر سے مطمئن اور اوسکی معرفت
سے ساکن ہوتے ہین یا کہین کہ الٰہ سے مشتق ہے
جو اوس وقت مستعمل ہوتا ہے جب کوئی اوس بات سے
نالان ہو جو اوس پر نازل ہوئی اور آلہہ غیرہ اجارہ کے
معنی مین بھی مستعمل ہوتا ہے اس لیے کہ پناہ لینے والا
اپنے معبود سے جزع و فزع کرتا ہے اگر معبود حق ہے

فی الحقیقت درانیا دمید ہد واگر باطل ست پس بزعم
عابد پناہ می دہد یا مشتق از الہ مستعمل در الہ الفصیل
کہ قول عرب است ہرگاہ کہ ولع کردہ شود باو پس
زعم اشتقاق اللہ ازین الہ بدین وجہ کہ عباد مولع اند
بران و عبادت آن۔ ولام در و برائے اختصاص
بمعنی حصر است کذا فی حواشی الکشاف یا بمعنی تعلق
مطلق کذا فی حواشی شرح مختصر الاصول للدوانی و در
اصطلاح اسم ذات واجب الوجود یست کہ مستجمع جمیع
صفات کمالیہ است و مبرا از رذائل و اختیار اسمیۃ
جملہ بقصد دوام و استمرار است و تقدیم حمد بر ذات
ازین است کہ او مسند الیہ است در بحث متعلقات
و عامل است در اللہ اصلش حمد للہ است و این از
مصادر قائمہ مقام افعال است و رفع حمد بقصد
دلالت است بر دوام و استمرار پس او را مرتبۂ تقدم
حالا و مآلا است کذا فی اطول شرح مطول للشیخ
عصام الاسفراینی و نیز میتواند کہ باعتبار تخصیص
باشد یعنی مقام مقام حمد است چنانکہ مذہب صاحب
کشاف است در تقدیم فعل اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ
اگرچہ تقدیم موصوف کہ اللہ است بنظر ذات او اہم بود

تو حقیقتًا اوسے پناہ دیتا ہے اور اگر باطل ہے تو اوسکے
خیال سے پناہ دیتا ہے یا مشتق اَلِہ سے ہے جو
اَلِہَ الفصیل مقولۂ عرب مین مستعمل ہے جبکہ اوس سے
فریفتگی ظاہر کیجاے تو اَلِہ سے اللہ کے مشتق ہونیکا
خیال اس لیے ہے کہ بندے اوسکی عبادت پر فریفتہ
ہین اور اوس مین لام اختصاص کے لیے حصر کے
معنے مین ہے جیسا کہ حواشی کشاف مین ہے یا بمعنی
تعلق مطلق ہے جیسا کہ حواشی شرح مختصر الاصول
دوانی مین ہے اور اللہ اصطلاحًا اوس ذات واجب الوجود
کا نام ہے جو تمام صفات کمال کی جامع اور برائیون
سے مبرا ہے اور اختیار جملہ اسمیہ بقصد استمرار و دوام ہے
اور ذات پر حمد کی تقدیم اس لیے ہے کہ وہ بحث
متعلقات مین مسند الیہ اور اللہ مین عامل ہے جسکی اصل
حمد للہ ہے اور یہ اون مصادر سے ہی جو قائم مقام افعال ہین
اور رفع حمد دوام و استمرار پر دلالت کے مقصد سے ہے تو اوسے
مرتبۂ تقدم حالًا و مآلًا ہے جیسا کہ اطول شرح مطول شیخ
عصام اسفراینی مین ہی اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ باعتبار تخصیص ہو
یعنی مقام مقام حمد ہے جیسا کہ صاحب کشاف کا مذہب ہے تقدیم فعل اقرء
باسم ربک مین اگرچہ تقدیم موصوف یعنی اللہ لحاظ اوسکی ذات کی اہم ہے

وشان در صراح است که شان کار و حال یعنی امر
او بزرگ است چنانکه ذات او بزرگ است و مر
او را تعظیم عظمت کمالیه است که مخصوصه ذات اوست
زیراچه جمال با کمال خاص او راست نه غیر او را
بخلاف حمد غیر که او شکر است حمد نیست فلله
الحمد رب السموات ورب الارض
رب العالمین - و این جا از حمد اگر مراد حمد
شاکرین گرفته شود در قریحهٔ ذکیه غالب که حرج نشے
نزند چه که حمد شاکرین اعم است و بوفاے
عوض اتم کما جاء - ولئن شکرتم لازیدنکم
ولئن کفرتم ان عذابی لشدید - و سر
درین باب آنکه جمیع محامد از حمد اوست و جمال
او حمدیست مر ذات او را اگر نبودے این ذات
ظاهر نه شدے حمد در عالم کون کما عممه الله تعالے
فی حبیبه صلی الله علیه وسلم چه که حامد و محمود
و محمد اسماء شریفه اویند و او برزخ جامع است
در احدیت و واحدیت و وحدت و کثرت
مرج البحرین یلتقیان بینهما برزخ
لا یبغیان - لولاه لما اظهرت الربوبیة

اور شان صراح مین ہے کہ شان کار و حال یعنی اوسکا
حکم بزرگ ہے جس طرح اوسکی ذات بزرگ ہے اور اوسکی
کے لیے تعظیم عظمت کمالیہ ہے جو اوسکی ذات سے مخصوص
ہے کیونکہ جمال با کمال صرف اوسی کے لیے ہے اور کسی کے
لیے نہین بخلاف حمد غیر جو شکر ہے حمد نہین تو اللہ ہی
کے لیے حمد ہے جو آسمانون اور زمینون اور اہل عالم کا رب
ہے اور یہان حمد سے اگر حمد شاکرین مراد لی جاے تو
کچھ حرج نہین کیونکہ حمد شاکرین اعم و بوفاے عوض اتم
ہے چنانچہ وارد ہے کہ اگر تم شکر کروگے تو مین تمکو زیادہ
دونگا اور اگر کفر کروگے تو میرا عذاب بہت سخت ہی اور اسمین یہ
راز ہے کہ تمام تعریفین اوسی کی حمد سے ہین اور اوس کا
جمال اوس کی ذات کے لیے حمد ہے اگر یہ ذات نہ ہوتی
تو عالم وجود مین حمد ظاہر نہ ہوتی جس کو خدا نے اپنے
حبیب صلعم کے لیے عام کیا کیونکہ حامد و محمود و محمد اون کے
نام نامی ہین اور وہ احدیت و واحدیت و وحدت
و کثرت مین برزخ جامع ہین اس ارشاد کے موافق
کہ دو دریا جاری کیے جو باہم ملتے ہین اور اون کے
درمیان ایک برزخ ہے جو اونہین بڑھنے
نہین دیتی اگر وہ نہ ہوتے تو ربوبیت -

والرب والفلک وماعبد المعبود وما
حمد المحمود وماقصد المقصود وما
وجد الموجود. واما عظمت شان پس این
ہم اگر خلق نبوی وخلق احمدی وشان اوارادہ
کردہ شود بقیاس قرین راستی است البتہ بماند
این جا خدشۂ آن راہم زائل می کنم این کہ حمد
پیش معتزلہ بمقابلہ فعل غیر اختیاریہ است نہ کہ اختیاریہ
چہ کہ نزد شان مرجعش خود عبد است چنانکہ عبد را
خالق آن قرار دادہ اند حالانکہ ارباب بصیرت
واصحاب خبرت اگر اندکے تعمق کنند این اختلاف
را بجز معارضۂ لفظیہ چیزے دیگر نہ یابند وکیف
لا یکون کذالک می توانم گفت کہ قدرت
دادن بالاتفاق نزد ہر دو فریق از جانب خداست
ولا فعل بالوجہ الکمال الالمن لہ القدرۃ
ہم مسلم است پس کجا ماند اختلاف در معنی دور از
اختلاف معنی عبارت این گاہ آن باشد کہ عبد
بعد قادر گردانیدن حق سبحانہ قادر است بر ایجاد
افعال اختیاریہ وقدرت خاصہ حق است اجماعاً
ومعتزلہ متالہ نیستند وازین ہست کہ استطاعت

اور رب وفلک ظاہر نہ ہوتے اور نہ معبود معبود ہوتا نہ
محمود محمود نہ مقصود مقصود نہ موجود موجود اور عظمت شان
سے بھی اگر خلق نبوی وخلق احمدی اور اونکی شان
مراد لی جائے تو ٹھیک ہو سکتا ہے البتہ یہان پر ایک
خدشہ رہ جاتا ہے اوسے بھی مین دور کیئے دیتا ہون
وہ یہ کہ معتزلہ کے نزدیک حمد بمقابلہ فعل غیر اختیاری
کے ہے نہ اختیاری کے کیونکہ اونکے نزدیک جیسے اپنے
افعال کا خالق خود بندہ ہے ویسے اوسکا مرجع بھی
خود بندہ ہی ہے حالانکہ سمجھداروں کو تھوڑا غور کرنے
سے یہ اختلاف بجز معارضہ لفظی اور کچھ نہ معلوم ہوگا
اور کیون ایسا نہین ہو سکتا کیونکہ قدرت دینا بالاتفاق
خدا کی طرف سے ہے اور فعل بوجہ کمال اوسی کے
لیے ہے جسے قدرت ہے یہ بھی مسلم ہے تو پھر
معنوی اختلاف کہان رہا اب عبارت کے معنے
یہ ہوے کہ خدا کے قادر کرنے سے بندہ ایجاد
افعال اختیاریہ پر قادر ہے کیونکہ قدرت بالاتفاق
خدا سے مخصوص ہے اور معتزلہ متالہ[1] نہین
ہین۔ اسی لیے ان کے نزدیک استطاعت

[1] متالہ عبادت کنندۂ حق متالہین حکمای صاحب اسلام

نزد ایشان سابق است از افعال و نزد اشاعره و ماتریدیه ایجاد و اقتدار هر دو برا ے حق اند و عبد بیکار از هر دو فاعرف و انصف

افعال سے سابق ہے اور اشاعرہ و ماتریدیہ کے نزدیک ایجاد و اقتدار دونون خدا کے لیے ہین اور بندہ دونون سے بیکار ہے۔

قوله اَلْقَوِیُّ سُلْطَانُهٗ

اقول سلطان بروزن فعلان است بمعنی والی و حجت و قدرت مشتق از سلطنت بمعنی قهر و غلبه کذا فی المنتخب و قوی بمعنی توانا اسے غلبۂ او قویست در غالبیت بخلاف غلبه سلطان عالم امکان که او بسبب امکان خویش قوت غلبه هم ممکن دارد و فی الواقع ؎ چه نسبت خاک را با عالم پاک ✤ سلطان الٰهی محیط هر شی است و آخذ هر موجود بناصیتها وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهَا سطوت غیر پیش سطوتش چون مشعل در برو ے آفتاب پرتو ے ندارد و بسان خار و خس پیش گل رنگ و بو ئے نیارد آن را شانے دیگر است و این را آنے دیگر دالحق ؎

سلطان فعلان کے وزن پہ ہے جس کے معنے والی و حجت و قدرت کے ہین اور یہ سلطنت سے مشتق ہے جس کے قہر و غلبہ کے معنے ہین ۱۲ منتخب اور قوی بمعنی توانا یعنی اوس کا غلبہ اپنی غالبیت مین قوی ہے [illegible] دنیاوی بادشاہون کے جن کی قوت غلبہ بھی بوجہ امکان ممکن ہے اور واقعی عالم پاک سے خاک کو کیا نسبت سلطان الٰہی ہر شے کو محیط اور ہر موجود پر قادر ہے۔ کوئی زمین پر چلنے والی چیز ایسی نہین جس کی پیشانی وہ نہ پکڑے ہو غیر کی سطوت اوس کی سطوت کے روبرو مشعل و آفتاب کی طرح ہے یا جیسے کوڑا پھول کے مقابلے مین اوس کی شان ہی اور ہے اور اوس کی آن ہی دوسری ؎

جلوہ اش ہر دم بشانے دیگر ست
ہر کسے راز د بیانے دیگر ست

اوس کا جلوہ ہر گھڑی نئی شان سے ہے۔
اور ہر شخص کا اوس کی صفت مین نیا بیان ہے

قوله الظاهر احسانه

اقول یعنی احسان او ظاهر است محتاج
باستدلال نیست وظهورش زیاده ازین چه
خواهد بود که خلق را از بطون بعالم ظهور آورده
خود را بلباس تقید پوشید وبا این همه پوشیدگی
آشکاراست وبا این همه آشکارائی پوشیده
که خلایق از ادراک ذات او عاجزاند واگر در
متون[1] بطون رقم ظهور نمی پذیرفت شرح حال
یکے از ممکنات مسطور نمی شد- واگر به مکتب ظهور
درس نمیداد همه جاهل می بودند ونزول قرآن
فائده نمی بخشید پس این همه احسان اوست
والاحسان ان تعبد الله کانک تراه
وان لم تکن تراه فانه یراک وحاصل این
دوام حضور بذات الٰهی وانجذاب حسی وروحی
وذوق وشوق وجمعیت قلبی است واستغراق
در شهود خود وعلم الیقین باین که همه شی که هست
از وجود وعقل وغیره همه نعمت اوست

یعنی اوس کا احسان ظاہر ہے کسی دلیل کا محتاج
نہین اس سے زیادہ اوس کا ظہور اور کیا ہوگا کہ
خلق کو عالم بطون سے عالم ظہور مین لایا اور خود
بلباس تقید چھپ گیا اور اس قدر چھپ جانے پر
بھی ظاہر اور ظاہر ہونے پر پوشیدہ ہے کہ خلق اسکی
ادراک ذات سے عاجز ہین اگر متون[1] بطون مین
وہ رقم ظہور نہ فرماتا تو کسی ممکن کی شرح حال نہ ہوسکتی
اور اگر مکتب ظہور مین درس نہ دیتا تو سب جاہل رہتے
اور نزول قرآن کا کوئی فائدہ نہوتا تو یہ سب اوس کا
احسان ہے اور احسان کے یہ معنے ہین کہ اللہ کی عبادت
یون کرو گویا تم اوسے دیکھتے ہو اور اگر تم نہین دیکھتے تو
وہ تم کو دیکھتا ہے جس کا حاصل دوام حضور اور انجذاب
حسی وروحی وذوق وشوق وجمعیت قلبی اور اپنے
مشہود مین استغراق ہے اور اس کا علم الیقین کہ تم مین
جو چیزین عقل وغیرہ پائی جاتی ہین یہ سب
اوس کی نعمت ہے۔

قوله الباهر حجته وبرهانه

اقول باهر بکسر ہا بمعنی روشن وظاهر کذا فی المنتخب

باہر بکسر ہا بمعنے روشن وظاہر ۱۲ منتخب

[1] متون جمع متن ۱۲

وبرہان بمعنی غلبہ برخصم کردن لے غالب است
ودلیل او بر ہر حجت وبرہان زیراکہ وجود ہر شے
ناطق است بر عظمت موجدے باین ایجاد و
بغلبہ حجت وبرہان او ہمہ بزبان حال وقال
معترف اند وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ

اور برہان دشمن پر غلبہ کرنا یعنی اوس کی دلیل ہر
حجت وبرہان پر غالب ہے کیونکہ ہر شے کا وجود
عظمت موجد پر بوجہ اوس ایجاد کے ناطق ہے اور
اوس کے غلبہ حجت وبرہان کی تمام حال وقال
کی زبانین مقر ہین اس ارشاد کے موافق کہ اگر

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ وچنانکہ
برائے او حجت وبرہان است برائے ما خروج
از نفس و عصیان و رجوع باعتراف آن ست
کہ بدانم کہ او را منت و احسان شان است و
مارا اقرار عبودیت از زبان و ایقان بالجنان

تم اونسے پوچھوگے کہ آسمان وزمین کس نے پیدا
کیے تو وہ کہین گے کہ اللہ نے اور جسطرح اوسکے لیے حجت
ودلیل ہے ویسے ہمین بھی نفس سے نکلنا اور گناہون
سے توبہ اور اسکا اقرار کرنا [illegible] اسکا کام عنایت احسان
ہے اور ہمارا کام [illegible] زبان سے عبودیت کا اقرار اور قلب سے یقین ہے

قولہ المحتجب بالجلال

اقول محتجب اسم فاعل است از احتجاب بمعنی پردہ
گرفتن یعنی پردہ گیرندہ است از جلال خود بر
ذات خویش لطیفہ توان دانست کہ اطلاق
احتجاب برحق سبحانہ صحیح است نہ محجوب زیراکہ محجوب
آنکہ حجابش از خارج باشد و محتجب آنکہ حجاب او
از نفس خود بود پس صفات واجب پردۂ واجب
شدند ذاتاً لا یلزم الاستکمال بالغیر سیاق
عبارت این است الذی دخل فی الحجاب

محتجب احتجاب کا اسم فاعل ہے پردہ کرنے کے معنے
مین یعنی اپنے جلال سے اپنی ذات کا پردہ پوش
ہے لطیفہ جاننا چاہیے کہ خداوند تعالی پر احتجاب
کا اطلاق صحیح ہے نہ محجوب کا کیونکہ محجوب وہ ہے جسکا حجاب
خارجی ہو اور محتجب وہ جس کا حجاب ذاتی ہو تو صفات
واجب پردہ واجب ہوے ورنہ غیر سے کامل
ہونا لازم آتا اور سیاق عبارت یہ ہے کہ وہ ذات
جو بصفت عظمت وجلال اغیار سے حجاب مین

عن الاغیار بصفة العظمة والجلالة
وازینجاست کہ رویت از متشابہات شد
الاعتقاد بھا حق وکیفیتھا غیر مدرک
اما عارفین کہ دایم در تجلی وشھود اند پس متحیر اند
عقول شان در کنہ ذات ومی گویند کہ تفکر
این جا مضمحل است پس توسل جستند اوشان
باو از عشق ومحبت نہ بعقل بلکہ عقل را در وصول
حائل پنداشتند والعشق عندھم جنون الٰہی
وباھمدیگر این فرقہ معانی ست کہ در کتب تصوف
باید نگریست

ہوگئی اور اسی لیے رویت مین شبہہ پڑگیا کہ رویت
کا اعتقاد برحق اور کیفیت غیر مدرک ہے مگر
عرفا جو ہمیشہ تجلی وشہود مین ہین۔ اور
جن کی عقلین کنہ ذات مین متحیر ہین۔ اور کہتے
ہین کہ تفکر یہان سست ہے تو انھون نے
عشق ومحبت سے توسل کیا نہ عقل سے بلکہ
عقل کو وصول مین حائل جانا اون کے نزدیک
عشق جنون الٰہی ہے اور اس فرقے نے بہت سے
معانی بیان کیے ہین جو تصوف کی کتابون مین
دیکھنا چاہیے۔

قولہ المتفرد بالکمال

اقول متفرد صیغۂ اسم فاعل است از تفرد یعنی
تنہا شدن یعنی یگانہ است در کمال وکسے باو
شریک نیست چرا کہ کمال صفت خاصۂ خالق
ونقص صفت خلق است

متفرد تفرد سے اسم فاعل کا صیغہ ہے یعنی تنہا
رہنے والا یعنی اپنے کمال مین یکتا ہے۔ کوئی
اوس کا شریک نہین کیونکہ کمال خاص خالق کی
صفت ہے اور نقص خلق کی صفت ہے۔

قولہ المرتدی بالعظمة فی الآباد والآزال

اقول مرتدی مشتق من الارتداء بمعنی چادر پوشیدن
آباد جمع ابد کہ نہایتش نباشد وآزال جمع ازل
فی الصراح بفتحتین دیرینگی وہمیشگی یقال ھو ازلی

مرتدی ارتداء سے مشتق ہے جسکے معنی چادر اوڑھنے
کے ہین آباد ابد کی جمع ہے ابد وہ جسکی انتہا نہو اور ازال ازل
کی جمع ہے صراح مین ہے کہ ازل بفتحتین دیرینگی وہمیشگی کہا جاتا ہے کہ وہ ازلی

وذکر بعض اهل العلم ان اصل هذه الکلمة
قولهم للقدیم لم یزل ثم نسب الی هذا
فلم یستقم الا بالاختصار فقالوا یزلی
ثم ابدلت الیاء الفا لانها اخف فصار
ازلیا کما یقال فی الرمح المنسوب الی ذی یزن
یزنی ازلی و ازل آن که ابتدایش نباشد یعنی
ملتبس است به لباس عظمت و کبریائی چنانکه
می فرماید الکبریاء ردائی والعظمة ازاری
فمن نازعنی فی واحد منهما ادخلته
فی النار ولا ابالی و عظمت و کبریائی وازلیست
من حیث الابتدار وابدیست من حیث الانتهار
وایراد جمع هر دو برائے تاکید و مبالغہ است در
دیمومیت و تعالے ازلا و ابدا و عظمت نوریست
بہ نسبت ذات کہ مشار الیہ بالازار است و تعلقش
با غیر نیست پس عظمت غنار مطلق است و کبریار
نوریست بہ نسبت غیر کہ مشار الیہ بالردار است و
مراد از کبریار استعلار است فلہ العظمة والکبریاء
ولہ العزة والبهاء فی الآباد والآزال۔
وسر تقدیم ابد بر ازل آنکہ ابد نهایة الشئ فی الوجود

اور بعض اہل علم نے ذکر کیا کہ اس کلمہ کی اصل عرب کا قول
قدیم کے لیے لم یزل ہے پھر جب اسی کی طرف منسوب
کیا گیا تو بغیر اختصار کے ٹھیک نہوا تب اونھون نے
یزلی کہا پھر یار الف سے بدلدی گئی کیونکہ وہ خفیف ہے
تو ازلی ہوگیا جیسے نیزہ منسوب بہ ذی یزن یزنی کہا
جاتا ہے۔ ازلی و ازل وہ جس کی ابتدا نہو یعنی ملبس
بلباس عظمت و کبریائی ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ کبریائی
میری چادر اور عظمت میری ازار ہے جو کوئی ان دونون مین
مجھسے جھگڑیگا اسے مین دوزخ مین ڈالونگا اور کچھ پروا
نہ کرونگا اور اوس کی عظمت و کبریائی من حیث الابتدار
ازلی و من حیث الانتہار ابدی ہے اور دونون کی
جمع لانا تاکید و مبالغہ کے لیے ہے ازلا و ابدا اسکی
دیمومیت مین اور عظمت ذات کا وہ نور ہے جو مشار الیہ
بہ ازار ہے اور جسکا تعلق غیر سے نہین تو عظمت غنار مطلق
ہے اور کبریا وہ نور ہے جو بہ نسبت غیر چادر سے
مشار الیہ ہے اور کبریار سے استعلار مراد ہے تو
اوسی کے لیے عظمت و کبریار و عزت و بہار آباد و
آزال مین ہے اور ابد کو ازل پر اس لیے تقدم
کیا کہ ابد نہایت الشئ فی الوجود ــــ

فارسی	اردو
را گویند و نہایت عبد در وجود حق سبحانہ است	کو کہتے ہین اور بندہ کی انتہا وجود مین حق سبحانہ ہی تو ازل
یعنی بتحقیق وجود حق در ازل و ابد است نہ غیر او	و ابد مین حقیقتاً حق ہی کا وجود ہے نہ کسی دوسرے کا۔

قوله۔ لا یصوّرہ وہمٌ وخیالٌ ولا یحصرہ حدٌّ ومثالٌ ذی العزّ الدّائم السّرمدیّ والملک القائم الدّیمومیّ

فارسی	اردو
اقول۔ باید انگاشت کہ ہرچہ در ذہن آید اگر ہر دو	جاننا چاہیے کہ جو کچھ ذہن مین آئے اگر اوس کے
طرفش مساویست آن را شک گویند و اگر راجح است	دونون پہلو برابر ہون تو وہ شک ہے اور اگر ایک
احد الطرفین پس راجح را ظن و مرجوح را وہم خوانند	راجح ہو تو وہ ظن ہے اور مرجوح وہم پھر اگر وہ چیز
بعد ازان اگر مستقر شد شے در خزانہ پس آن را	خزانہ مین ٹھہر گئی تو وہ خیال ہے اور جمہور کے نزدیک
خیال نامند و خیال قوتے ست مرتّبہ در موخرِ	خیال وہ قوت ہے جو موخر تجویف اول دماغ مین
تجویف اول از دماغ پیش جمہور و محقق طوسی در	مرتب ہے محقق طوسی شرح اشارات مین لکھتے
شرح اشارات گوید کہ وکان الروح المنصوب	ہین کہ وہ روح جو بطن مقدم مین رکھی گئی ہے وہی آلہ
فی البطن المقدّم ہو آلۃ للحس المشترک	حس مشترک وخیال ہے مگر یہ کہ جو کچھ اس بطن کے مقدم
والخیال الّا انّ ما فی مُقدّم ذلک البطن	مین ہے وہ حس مشترک سے اخص ہے اور جو کچھ موخر
بالحس المشترک اخصّ وما فی موخرہ	مین ہے وہ خیال سے اخص ہے غرضکہ وہ صورت
بالخیال اخصّ غرضکہ آن صورت حافظ جمیع	تمام صور محسوسات نیز تمثیلات کی اون کے غائب ہونے
صور محسوسات است و حافظ تمثیلات بعد غیبت	پر حافظ ہے اور خیال حس مشترک کا خزانہ ہے۔ اور
آنہا و خیال خزانہ حس مشترک است و دلیل این	اوس کی دلیل شرح قدیم سے یہ پائی جاتی
قول از شرح قدیم چنین مستفاد میشود کہ مثلاً اولاً	ہے کہ مثلاً پہلے ہم نے ایک صورت دیکھی
صورتے مشاہدہ کردیم یک زمان غافل ازان ماندیم	اور کچھ دنون اوس سے غافل رہے۔

ه بار دیگر مشاهده اش کردیم میتوانیم گفت که این
همان شے بجنسه است اگر آن صورت در محفوظ
نماند در زمان ذہول ممتنع است این حکم کردن و
وہم قوتے ست مرتبه در دماغ لیکن آن را شدارتباط
با آخر تجویف اوسط از دماغ دارد و ادراک می کند
معانی جزئیه را که مدرک بحواس ظاہر نشده اند و
آن معنی در محسوسات موجود اند ہمچو قوتیکه در شاة
حاکم است باین که از گرگ در افرار اولے است و
عز و عزت ہر دو مترادف اند سرمدی بمعنی دائمی
ملک بالضم بمعنی معروف و حد در لغت نہایت
شے را گویند و در اصطلاح منطقیین آنکه مرکب باشد
از اجزاء داخلی یا خارجی و مثال صورت شی را گویند
معنی آنکه کنه ذات او در تصور و خیال نمی آید و آنچه
که آید وہم و خیال است والله خالق الوہم والخیال
فکیف لایکون عنهما المتعال و علاوه برین
وہم و خیال در معرض زوال است و آن بر دامن حبیب
محال که او دائم و قدیم است ؎

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
و ز ہر چه گفته اند و شنیده ایم و خوانده ایم

پھر دوبارہ اوسے دیکھا تو کہہ سکتے ہین کہ بجنسہ
یہ وہی چیز ہے اگر وہ صورت بزمانۂ غفلت وہم مین
محفوظ نہ رہتی تو یہ حکم نہین کیا جا سکتا تھا اور وہم
وہ قوت ہے جو دماغ مین مرتب ہے مگر وہ آخر تجویف
اوسط دماغ سے زیادہ مرتبط ہے اور اون معانی جزئیہ
کا ادراک کرتی ہے جو حواس ظاہر سے ادراک نہین
کیے جاتے اور یہ محسوسات مین بھی ہے جیسے وہ قوت
جو بکری کو بھیڑیے سے بھاگنے کا حکم دیتی ہے اور
عز و عزت دونون کے ایک معنی ہین سرمدی بمعنی
دائمی ملک بالضم بمعنی مشہور اور حد لغت مین نہایت
شے کو کہتے ہین اور منطقیین کی اصطلاح مین وہ جو
اجزاے داخلی یا خارجی سے مرکب ہو اور مثال صورت
شے کو کہتے ہین معنے یہ ہوے کہ اوسکی کنہ ذات تصور و
خیال مین نہین آتی اور جو کچھ آتی ہے وہ وہمی و خیالی
ہے اور اللہ خالق وہم و خیال ہے وہ کیسے اون سے
بزرگ نہوگا علاوہ اسکے وہم و خیال زوال پذیر ہین اور
زوال واجب محال ہے کیونکہ وہ دائم و قدیم ہے ؎

اے خیال و قیاس و گمان و وہم سے برتر
اور اوس سے بھی جو لوگون نے کہا اور ہم نے سنا اور پڑھا

ولاحد لہ ای لا منتہی لہ ولاجزء لہ ذہنا و	اوس کی حد یعنی انتہا نہین اور نہ اوسکا ذہنی وخارجی
خارجا کما علم فی الکتب الکلامیۃ والحکمیۃ	کوئی جزء ہے چنانچہ کتب حکمت وکلام سے معلوم ہوتا ہے
ومثل نیست مراو را لیس کمثلہ شیٔ صاحب	اور نہ اوس کا مثل ہے کیونکہ اوسکے مثل کوئی چیز نہین
عزت دائم سرمدیست وملکش در کمال جلال قائم	عزت دایم سرمدی ہے اور اوسکا ملک بکمال جلال قائم
وابدی وخواہ معنی این گیرند کہ دائم در تقیید است فافہم	وابدی اور خواہ یہ معنی لین کہ ہمیشہ تقیید مین ہے۔

قولہ والقدرۃ الممتنع الادراک کنہہا والسطوۃ المستوعرۃ طریق استیفاء وصفہا

اقول قدرت بمعنی توانائی والسطوۃ فی الاصل	قدرت بمعنی طاقت اور سطوت اصل مین صولت ہے
الصولۃ والمراد منہ القہر واستیعار درشت داشتن	جس سے قہر مراد ہے اور استیعار کے معنے سخت ہونے
واستیفاء کامل گرفتن یعنی تو قوت حقہ پاک ست	اور استیفاء کے کامل لینے کے ہین یعنی قوت حق حرکت
از حرکت وسکون وخروج ودخول ومادیت وآلیت	وسکون وخروج ودخول ومادیت وآلیت زمان و
وزمان ومکان وسایر ما یحتاج الیہ وضد آن عجز	مکان وغیرہ سے پاک ہے اور اوسکی ضد عجز ہے اور
است درا سے وجود واجب سہ مراتب اند مرتبہ	وجود واجب کے تین مرتبے ہین مرتبہ اول ذات
اولے ذات است قطع نظر از صفات ومرتبہ ثانیہ	قطع نظر از صفات مرتبہ دوم صفات جمال جو
صفات جمال کہ صفحات اند درین مرتبہ تجلی ذات	صفحات ہین اس مرتبے مین تجلی ذات پردہ صفات
در کسوت صفات بود ومرتبہ ثالثہ قدرت است	مین ہوتی ہے۔ مرتبہ سوم قدرت۔ اسی مرتبہ مین
ودرین مرتبہ فعل وایجاد است وحق بجمیع مراتب	فعل وایجاد ہے اور حق بجمیع مراتب وحدانی الذات وصفات
وحدانی الذات والصفات است پس موجودات	ہے تو موجودات اور اون کی ایجاد اسی مرتبہ سے
وایجاد آنہا درین مرتبہ است پس دشوار گردید ادراک	ہے لہذا اوس کی کنہ قدرت وسطوت کا ادراک دشوار
کنہ قدرت وسطوت او وپاک است از عالم ایجاد	ہے اور اوس کا فعل عالم ایجاد سے پاک ہے

وفعل او و آنحضرت صلعم نور اوست و حجت و برہان او
و عبد و رسول او و ایجاد عالم بسبب تکوین ازلی است
در عالم قدرت کہ پاک است از تعلق زمان و مکان
و مشار الیہ کن فیکون است بلمح الطف کہ الطف
از لمح بصر است زیرا کہ بصر اگرچہ در غایت لطافت
است لیکن از اکوان عالم حکمت اشارہ کردہ می شود
بسوے عالم قدرت و در عالم حکمت خلق السموات
والارض فی ستۃ ایام چہ کہ در ان وسعت است
و تعلق بزمان و مکان پس این در ظاہر است و
آن در غیب و ہمین ستر معراج ست پس حکمت در
قدرت این ست و قدرت در حکمت چنین پس
ہر دو دو وصف اند از کمالات وجود واحد و قدرت
عالم وحدت ست و حکمت عالم کثرت پس وحدت
در کثرت است و کثرت در وحدت

اور آنحضرت صلعم اوس کے نور و حجت و عبد و رسول
ہین اور ایجاد عالم عالم قدرت مین بوجہ تکوین ازلی
کے ہے جو تعلق زمان و مکان سے پاک ہے اور
کن فیکون کا مشار الیہ ہے بلمح الطف جو لمحہ بصر سے
بھی زیادہ لطیف ہے کیونکہ بصر اگرچہ نہایت لطیف ہے
مگر یہان اکوان عالم حکمت سے عالم قدرت کی طرف
اشارہ کیا جاتا ہے اور عالم حکمت مین آسمان و زمین
چھ روز مین پیدا کیے گئے کیونکہ اوس مین وسعت ہے
اور زمان و مکان سے تعلق ہے تو یہ ظاہر مین ہے
اور وہ غیب مین ہے اور یہی معراج کا راز ہے قدرت
مین حکمت یہ ہے اور حکمت مین قدرت وہ تو یہ دونون وجود
حق کے کمالات سے دو وصف ہین۔ قدرت
عالم وحدت ہے اور حکمت عالم کثرت وحدت کثرت
مین ہے اور کثرت وحدت مین۔

قولہ نطقت الکائنات بانہ الصانع المبدع ولاح من صفحات ذرات الوجود بانہ الخالق المخترع

اقول کائنات بمعنی موجودات و مخلوقات اما ایراد
این تخصیص بعد تعمیم دال است بر کمال اظہار ہر یک مر
ربوبیت حق را آرے ہر گیاہیکہ بزمین روید

کائنات بمعنی موجودات و مخلوقات لیکن تعمیم کے
بعد تخصیص لانا اس کی دلیل ہے کہ ہر چیز سے ربوبیت
حق بخوبی ظاہر ہوتی ہی بیشک جو گھاس زمین سی نکلتی ہے

وحدہٗ لاشریک لہ گویدؔ مُبدِع صیغہ اسم فاعل است
یعنے از خود چیزے پیدا کنندہ بلا سبب و مادّہ کذا
فے الکشف و میر سید شریف در تعریفات الاشیاء
گویدؔ الابداع ایجاد الشیٔ من لاشیٔ وقیل
الایجاد تاسیس الشیٔ عن الشیٔ والخلق
ایجاد شیٔ من شیٔ والابداع اعم من
الخلق ولذا قال بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ
وخَلَقَ الۡاِنۡسَانَ ولم یقل بدیع الانسان
وقیل ایجاد شیٔ غیر مسبوق بمادۃ ولازمان
کالعقول وھو یقابل التکوین والاحداث
لکونہ مسبوقًا بالزمان وبینھما تقابل
التضاد ان کانا وجودیین وتقابل
الایجاب والسلب ان کان احدھما وجودیا
والاخر عدمیا ویعرف ھذا من تعریف
المتقابلین انتھٰی ولاح مشتق از لوح ست بمعنی
روشن و پیدا شدہ کذا فی المنتخب والصراح المخترع
ایجاد کنندہ و کار بیرون آرندہ کذا فی المنتخب و
در نطق جمادات و نباتات اختلاف ست بعضی
منکر اند و می گویند کہ مراد از نطق ایشان صورت

وہ توحید کا اقرار کرتی ہے مبدع اسم فاعل کا صیغہ ہے
جسکے معنے از خود بلا سبب مادہ کوئی چیز پیدا کرنے والے
کے ہین ۱۲ کشف اور میر سید شریف تعریفات الاشیاء
مین لکھتے ہین کہ ابداع شے کا لاشے سے ایجاد کرنا اور
بعض کے نزدیک ایجاد کسی چیز کی دوسری چیز سے
بنیاد رکھنا اور خلق ایجاد شے از شے اور ابداع خلق سے
عام ہے اسی لیے اللہ تعالےٰ نے بدیع السموات
والارض اور خلق الانسان فرمایا اور بدیع الانسان نہ
فرمایا اور بعض کے نزدیک ایجاد شی غیر مسبوق بمادہ و
زمان جیسے عقول اور وہ بوجہ اوسکے مسبوق بالزمان
ہونے کے تکوین واحداث کے مقابل ہے اور ان
دونون مین تقابل تضاد ہے اگر دونون وجودی
ہون اور تقابل ایجاب وسلب ہے اگر ایک وجودی
اور دوسرا عدمی ہو اور یہ متقابلین کی تعریف سے
پہچانا جاتا ہے اور لاح لوح سے مشتق ہے بہ معنی
روشن و ظاہر ۱۲ منتخب و صراح۔ مخترع ایجاد
کرنے والا ۱۲ منتخب ۔ اور جمادات و
نباتات کے نطق مین اختلاف ہے بعضے منکر
ہین کہتے ہین کہ نطق سے اون کی موجودہ صورت

موجود کہ ایشان است کہ دال است بر وجود صانع و
مختار شیخ اکبر این است کہ ایشان را نطق قولی
ہم است و استدلال شان بدین آیۂ کریمہ است
وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا
تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ و ہمین است مختار محققین
صوفیہ حاصل معنی این کہ گویا اند مخلوقات تمامہا
باین کہ اوست صانع پیدا آرندہ ناپدیدگان و
درخشان است از صفات ذات و وجود این کہ
اوست خالق و وجود بخشندہ موجودات

مراد ہے جو وجود صانع کی دلیل ہے اور حضرت
شیخ اکبرؒ کے نزدیک نطق قولی بھی اونمین ہے
اور وہ اس آیت سے دلیل لاتے ہین کہ کوئی چیز
ایسی نہین جو اوس کی حمد نہ کرتی ہو مگر تم اون کی
تسبیح نہین سمجھتے اور محققین صوفیہ کا بھی یہی
مذہب ہے مطلب یہ ہوا کہ تمام مخلوقات اس کی
قائل ہے کہ وہی صانع ہے ناپید کو ظاہر کرنے والا
اور ذات وجود کے صفات سے یہ بات ظاہر ہے
کہ وہی خالق اور موجودات کو وجود بخشنے والا ہے

قوله وَسَمَ عَقْلَ الْاِنْسَانِ بِالْعَجْزِ وَالنُّقْصَانِ وَاَلْزَمَ فَصِيْحَاتِ الْاَلْسُنِ وَصْفَ الْحَصْرِ فِيْ حَلْبَةِ الْبَيَانِ

اقول الوسم بالفتح نشان کردن و عیب و داغ
کذا فی الصراح و فصیحات بر وزن فعیلات جمع
فصیحہ است مشتق از فصاحت بمعنی کشادہ سخن
گفتن و تیز زبانی و خوشگوئی کذا فی المنتخب و در
اصطلاح علم معانی خالی بودن کلام از ضعف
الفاظ کہ زبان زد خلایق نباشند و از ترکیب
کلمات یعنی تراکیب نامانوس و الفاظ ثقیل و
درشت و اجتماع دو حرف از یک جنس کہ موجب
ثقل است چنانکہ جمع علم و صدق قول کہ دو عین

وسم بالفتح نشان و عیب و داغ ١٢ صراح۔ اور
فصیحات بر وزن فعیلات جمع فصیحہ فصاحت سے
مشتق ہے بمعنی تیز زبانی و خوشگوئی ١٢ منتخب اور
اصطلاح علم معانی مین کلام کا اون الفاظ
سے خالی ہوتا جو عام طور پر زبان زد نہون۔
اور نہ ایسے کلمات سے مرکب ہو جس کی ترکیب
الفاظ غیر مانوس و ثقیل سے ہو یا دو حرف
ایک جنس کے جو سبب ثقل ہین جمع ہون جیسے
جمع علم و صدق قول کہ اس مین دو عین

دو قاف جمع شدند کذا فی مختصر المعانی اَلْاَلْسِنْ جمع لسان و آن معروف ست و حلبۃ بمعنی میدان یعنی داغدار کرد عقل کامل انسان را کہ آن عقل انبیاء و اولیاء است باکمال ادراک و جمال فصاحت و باعجز موصوف گردانید چنانچہ در حدیث آمدہ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ لیکن با این ہمہ نوازش است کہ دوستان را سماط عجز بر جبین نہ پسندید و بر زبان امیر المومنین ابوبکر راند العجز عن درک الادراک ادراک و ہمین است سرّ در این کہ اسمار الٓہیہ جملہ توقیفیہ اند وسعت نمی تواند یافت احدے با این کہ تسمیہ کند حق سبحانہ را و ثنا کند از نفس خود و با این ہمہ جملہ خلایق بہ عقول خویش می شناسند او را و بہ زبان خود می خوانند او را و او قبول می کند دعاے ہر یک را فافہم

و دو قاف جمع ہین ۱۲ مختصر معانی الالسن جمع لسان بمعنی زبان اور حلبہ بمعنی میدان یعنی عقول انسان کامل کو جو انبیاء و اولیاء ہین کمال ادراک و جمال فصاحت کے باوجود داغدار اور عجز سے موصوف کیا حدیث مین ہے کہ لا اُحصی ثناء[1] علیک الخ۔ لیکن پھر بھی یہ نوازش ہے کہ دوستون کی جبین نیاز پر داغ عجز دیکھنا پسند نفرمایا حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق کی زبان مبارک سے کہلوا دیا کہ ادراک کے ادراک سے عاجز ہونا یہی ادراک ہے اور یہی کل اسماء الٓہیہ کے توقیفیہ ہونے کا راز ہے کسی مین یہ طاقت نہین جو خود خدا کی حمد و ثنا کرے پھر بھی سب اپنی عقلون سے اوسے پہچانتے اور اپنی زبان مین دعا مانگتے ہین اور وہ ہر ایک کی دعا قبول کرتا ہے۔

[1] نہین شمار کرسکتا ہون تیری تعریف جیسی کہ تو نے اپنی ذات پر تعریف کی ۱۲

قولہ وَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْہِہِ الْکَرِیْمِ اَجْنِحَۃَ طَائِرِ الْفَہْمِ وَسَدَّتْ تَعَزُّزًا وَجَلَالًا مَسَالِکَ الْوَہْمِ وَالظَّنِّ فَطَامِحُ الْبَصِیْرَۃِ تَعَظُّمًا وَاِجْلَالًا وَلَمْ یَجِدْ مِنْ تَوَرُّطِ الْہَیْبَۃِ فِیْ فَضَاءِ الْجَبَرُوْتِ مَجَالًا فَعَادَ الْبَصَرُ کَلِیْلًا وَالْعَقْلُ عَلِیْلًا وَلَمْ یَنْتَہِ اِلٰی کُنْہِ الْکِبْرِیَاءِ سَبِیْلًا

اقول۔ اَحْرَقَتْ مشتق از احراق بمعنی سوختن سُبُحَاتْ

احرقت احراق سے مشتق ہے جسکے معنی جلانے کی ہین سبحات

بضم سین و بای عظمت و جلال و جبه ذات آنکریم
بروزن فعیل از کرم کریم بمعنی مَن کثر نفعہ و خیرہٗ
اجنحه بروزن افعله جمع جناح بمعنی بازو و سدّت
بمعنی منعت فضاء الجبروت باید دانست که در اصطلاح
صوفیه این چند الفاظ اند جبروت لاهوت ناسوت
ملکوت ۔ جبروت صیغه مبالغه از جبر بمعنی قهر و سلطنت
و در اصطلاح عبارت است از صفات فعلیه چون
ایجاد و اعدام و تغیر از حالے بحالے و نیز جبروت
صفات و افعال را گویند چو تخلیق و ترزیق و نزد
ابوطالب مکی جبروت عالم عظمت را گویند که مراد از آن
عالم صفات و اسماء الٰہیه بود در سراج القلوب می نویسد
که لاهوت عالم ذات است و جبروت عالم صفات
و ملکوت عالم ملائکه و ارواح و ناسوت عالم حیوانات
و نباتات و جمادات انتهی و همچنین است در شرح طوالع
و مراد از مرتبه لاهوت غیب مطلق و احدیت ذات
بحت و وراء الوراء که مبدء کل و منقطع الاشارات
است و مراد از مرتبه ناسوت عالم شهادت است
و منتهاے تعینات که عبارت از اشیاء کونیه مرکبه
متکیفه که قبول تجزّی و خرق و التیام می کنند

بضم سین و بای عظمت و جلال و جبه ذات کریم بر
وزن فعیل کرم کریم سے بمعنی صاحب نفع و خیر کثیر
اجنحہ بروزن افعلہ جمع جناح بمعنی بازو اور سدّت
یعنی روک دیا فضاء الجبروت جاننا چاہیے کہ
اصطلاح صوفیہ میں یہ چند الفاظ ہیں جبروت لاہوت
ملکوت ناسوت ۔ جبروت جبر سے مبالغہ کا صیغہ ہے
بمعنی قہر و سلطنت اور اصطلاح میں صفات فعلیہ سے
مراد ہے جیسے ایجاد و اعدام اور ایک حال سے دوسرے
حال میں تغیر اور صفات و افعال کو بھی جبروت
کہتے ہیں جیسے تخلیق و ترزیق اور ابوطالب مکی کے
نزدیک عالم عظمت کو جبروت کہتے ہیں جس سے
عالم صفات و اسماء الٰہیہ مراد ہیں سراج القلوب میں
ہے کہ لاہوت عالم ذات ہے اور جبروت عالم صفات
اور ملکوت عالم ارواح و ملائکہ اور ناسوت عالم حیوانات
و نباتات و جمادات انتہی اور ایسا ہی شرح طوالع میں بھی
ہے اور مرتبہ لاہوت سے غیب مطلق واحدیت ذات بحت
و وراء الوراء و مبدء کل و منقطع الاشارات مراد ہے اور
مرتبہ ناسوت سے عالم شہادت و منتہاے تعینات مراد
ہے یعنی اشیاء کونیہ مرکبہ متکیفہ جو تجزّی و خرق و التیام قبول کرتی ہیں

فائدہ جلیلہ بدانکہ اول کسی کہ تکلم کرد بہ لاہوت
نصارے اند کہ گفتہ اند در حق عیسی علیہ السلام
تدرج اللاہوت بالناسوت بعد ازان
استعمال کرد اور اسفیان ثوری و اتباع او از
صوفیہ۔ حاصل معنی آنکہ سوخت جلال ذات و
انوار عظمت او بازوے طائران فہم را و بست
بکمال عزت و جلالت راہ وہم و فہم را کہ نمی رسد
بسوے او وہم زیرا کہ ذات او عز و جل است از
ادراک و افہام ما و طائران فہم و وہم نمی توانند پرید
مگر در عالم امکان و پوشید شعاع بصیرت باطنی را
بہ تعظیم و اجلال کہ شان نوازش کبریا ذو الجلال
است و نیافت عقل از فرط ہیبت در میدان
ذات بحث مجال پس باز آمد بصر کند و عقل بیمار
چنانکہ بداہۃً ظاہر است کہ از نظر بر شعاع مہر جہانتاب
بصر خیرگی می کند حاصل امر عجز از کنہ کبریائی عین
نہج بینائی است ہر کہ تا آنجا رسید بدولت این
دولت گران مایہ عجز رسید

فائدہ جلیلہ لفظ لاہوت پہلے پہل نصارے نے بولے
جنھون نے حضرت عیسیے علیہ السلام کے حق مین کہا
کہ تدرج اللاہوت بالناسوت پھر اس لفظ کو
سفیان ثوری اور اتباع صوفیہ نے استعمال کیا
غرض کہ اوس کے جلال ذات و انوار عظمت نے
طائران فہم کے بازو جلا دیے اور کمال عزت جلالت
سے وہم و فہم کے راستے بند کر دیے کہ وہم وہان تک
نہین پہونچتا ہے کیونکہ اوسکی ذات سمجھ اور ادراک
سے برتر ہے اور طایران فہم و وہم سوا عالم امکان
کے نہین اوڑ سکتے اور شعاع بصیرت باطنی کو تعظیم و
اجلال سے جو شان نوازش کبریا ذو الجلال ہے
چھپا دیا اور عقل نے فرط ہیبت سے میدان ذات
بحث مین مجال نہ پائی لہذا بصر چوندھیا کر اور عقل
بیمار ہو کر واپس آئی چنانچہ بدیہی بات ہے کہ
شعاع آفتاب پر نظر کرنے سے آنکھ کیسی چوندھیا
جاتی ہے غرضکہ کبریائی سے عجز ہی بینائی ہے
جو وہان تک پہونچا اسی کی بدولت پہونچا۔

قوله فسبحان من عرّفت معرفته كو لا تعريفه وتعذّر على العقول تحديد كيفيته

اقول۔ استعمال لفظ سبحان ہر چند گونہ آمدہ در بعضی

لفظ سبحان کا استعمال کئی طرح پر آیا ہے بعض جگہ

مصدر بر وزن غفران و فعل ثلاثی او سبح است و
در قاموس است سبح کمنع سبحانا و سبح تسبیحا
قال سبحان الله ای تنزیها لله من الصاحبة
والولد و گاہے علم مصدر که آن تسبیح است و
درین ہنگام بر وزن عثمان خواہد بود و بر استعمال
اول مضاف است و بر استعمال ثانی مقطوع الاضافة
پس تقدیر آنکه سبحته سبحانا اے بہ پاکی یاد
می کنم خدا را چنانکه متبادر بوده است و فی تاج المصادر
التسبیح خدا را بہ پاکی یاد کردن و معرفت و شناسائی
یعنی پاک است آن که عزیز است معرفت او اگر
نمی بود شناسانیدن خود او را ہر آئینہ دشوار بود
بر عقول حد کردن و کیفیت بیان نمودن گو
کیفیت واقعی اکنون ہم کے میسر مے آید مگر این قدر
می دانیم که او خدا است و کنہش محال و اگر قدرے
دریافت شده پس عقول عرفا را که بواسطہ متابعت
نبوی بدو واصل شده مقصد حاصل کرده اند و
این مرتبه نخواہد یافت مگر کسے که از ہستی موہوم برآید

مصدر بر وزن غفران جس کا فعل ثلاثی سبح ہے
اور قاموس میں ہے سبح کمنع سبحانا و سبح
تسبیحا قال سبحان الله ای تنزیہا لله
من الصاحبة والولد اور کبھی علم مصدر جو تسبیح
ہے اور اس وقت بر وزن عثمان ہوگا اور بر استعمال
اول مضاف و بر استعمال ثانی مقطوع الاضافت
پس اصل یہ کہ سبحته سبحانا یعنی خدا کو بہ پاکی
یاد کرتا ہون جیسا کہ متبادر ہے اور تاج المصادر مین
ہے کہ تسبیح خدا کو بپاکی یاد کرنا اور معرفت شناسائی
یعنی وہ پاک ہے جسکی معرفت عزیز ہے اگر اوس کو
خود پہچنوانا نہوتا تو عقول پر اوس کی تعریف مشکل
ہوتی۔ گو اب بھی واقعی تعریف نہین ہو سکتی مگر
اتنا معلوم ہے کہ وہ خدا ہے جسکی کنہ کا ادراک محال
ہے اور اگر کچھ دریافت بھی ہوا تو عرفا ہی کو
جنھون نے بواسطہ متابعت نبوی اوس سے
واصل ہوکر مقصود حاصل کیا اور یہ مرتبہ سوا اُسکے جو
ہستی موہوم سے چھوٹ جائے اور کوئی پا نہین سکتا

قوله ثُمَّ أَلْبَسَ قُلُوبَ الصَّفْوَةِ مِنْ عِبَادِهِ مَلَابِسَ الْعِرْفَانِ
وَخَصَّهُمْ مِنْ بَيْنِ عِبَادِهِ بِخَصَائِصِ الْإِحْسَانِ

اقول صفوة بهر سه حرکت حرف اول وسکون فا
وفتح واو بمعنی برگزیدگی وخلاصه کردن وصاف
شدن وبرگزیده وانچه صاف باشد از غش و
تیرگی کذا فی القاموس ملابس جمع ملبس بفتح میم
وکسرهٔ باے موحده وسین مهمله بمعنی پوشش و
لباس کذا فی الصراح وخصایص جمع خصیصه بمعنی
خوہا واثرہا کذا فی غیاث اللغات بعد ازین باید
دانست که شیخ رحمة الله علیه بعد از فراغ توحید آغاز
کرد نعت اصفیاء موحدین واظهار نعمات آلهیه
خاصه برین اولیاء امت عام وارد اند وبر خاص
طائفهٔ کرام صوفیه صادر پس می فرماید که منجمله احسان
آلهیه این که بپوشانید قلوب بندهاے برگزیده را
حلهاے عرفان وخاص کرد اوشان را از سائر
عباد بخصایص احسان کما قال ان الله یحب
المحسنین واین همه انعام صوفیه را بواسطه
اتباع سید البشر محمد مصطفے صلعم است آرے تا آفتاب
نبوت بر دل طالب نتابد راه مقصود خود نیابد
قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی
یحببکم الله ـ

صفوة حرف اول کی تینون حرکتون اور سکون فا
اور فتح واو بمعنی برگزیدگی اور خلاصه کرنا اور صاف
ہونا اور وہ جو میل سے صاف ہو ۱۲ قاموس ملابس
جمع ملبس بفتح میم وکسرهٔ باے موحده وسین مهمله
بمعنی پوشش ولباس ۱۲ صراح اور خصایص جمع
خصیصه بمعنی عادت واثر ۱۲ غیاث جاننا
چاہیے کہ حضرت شیخ رحمة الله علیه نے توحید
سے فراغت پاکر نعت اصفیاء موحدین ونعمات
آلهیه کا جو اولیاے امت پر عموماً اور طائفهٔ کرام
صوفیه پر خصوصاً وارد ہین بیان شروع کیا
لہذا فرماتے ہین کہ اور خدا کا احسان یہ ہے کہ
اوس نے خاص بندون کے قلوب کو حلهاے
عرفان پہناۓ اور اون کو اور بندون سے
بخصوصیت احسان مخصوص کیا چنانچہ فرمایا کہ ان الله
محسنین کو دوست رکھتا ہے اور یہ تمام بخششین صوفیه پر
بوجه متابعت نبوی صلعم ہین جب تک آفتاب نبوت
طالب کے دل پر نہ چمکیگا راہ مقصود نہ ملے گی چنانچہ
ارشاد ہے کہ اگر تم الله کو دوست رکھتے ہو تو میری
پیروی کرو الله تم کو دوست رکھیگا ـ

قوله فصارت ضمائرهم من مواهب الأنس مملوة
ومرائي قلوبهم بنور القدس مجلوة

اقول ضمائر جمع ضمیر بمعنی دل مملو بفتح اول و
سکون دوم وضم لام وتشدید واو بمعنی پر کرده شده
صیغه اسم مفعول است از ملأ در اصل مملوء بود بر
وزن مفعول پس همزه بواو بدل کردند و واو را در
واو ادغام نمودند مملو شد وفارسیان بتخفیف
هم آرند ونیز درست باشد بضم میم اول وسکون
دوم وفتح لام بر وزن مکرم درین صورت نیز اسم
مفعول است از باب افعال ماخوذ از ملأ بمعنی پُر
کردن مواهب بفتح میم وکسر ہا بمعنی بخششها یعنی
حق سبحانه بسبب فضل عظیم وکرم فخیم خود قلوب عرفا
را لباس عرفان پوشانید وبه خصایص احسان
مخصوص کرد وضمایر ایشان مملو از مواهب الٰهی
وآئینه قلوب شان از نور قدس مجلّٰی شدند و
انس سکون مع الله وباو اشتغال در جمیع احوال را
گویند از روے محبت واشتیاق ادنایش این که
اگر سالک در دوزخ افگنده شود انس او کم نشود
ومؤید این قول حضرت شیخ جنید در حال ارباب وجد

ضمائر جمع ضمیر بمعنی دل مملو بفتح اول وسکون
دوم وضم لام وتشدید واو ملأ سے ماخوذ اسم
مفعول کا صیغہ ہے بمعنی بھرا ہوا اصل مین مملوء
مفعول کے وزن پر تھا ہمزہ کو واو سے بدل دیا
اور واو کو واو مین ادغام کر دیا مملو ہوا اور فارسی
والے بتخفیف بھی لاتے ہین اور بضم میم اول وسکون
دوم وفتحہ لام مکرم کے وزن پر بھی ٹھیک ہے اور
اس صورت مین بھی اسم مفعول ہے باب افعال
سے ماخوذ ملأ سے جس کے معنے بھرنے کے ہین -
مواہب بفتحہ میم وکسرہ ہا بمعنی بخششین یعنی حق سبحانہ
نے اپنے فضل وکرم سے قلوب عارفین کو عرفان
کے لباس پہنائے اور بخصایص احسان مخصوص کیا اور انکے
ضمائر مواہب الٰہی سے بھر گئے اور آئینۂ قلوب نور قدس
سے روشن ہو گئے اور انس سکون مع الٰہی اور اوسمین ہر
وقت مشغول رہنے کو کہتے ہین جسکا ادنے درجہ یہ ہے
کہ اگر سالک دوزخ مین پھینکا جائے تو اُسکا انس کم نہو
اور اسکی تائید مین حضرت جنید کا یہ ارشاد ہے جو ارباب وجد

وحال می فرماید که وجد واجد آنگه راست است
که شمشیر بر رو خورد و ادراک نکند و نشان صدق
حال همین است زیراکه واردات غیبیه دل سالک
را چنان می رباید که وجود دران حال بے بود محض
گردد و فے الواقع همین مصداق قول صاحب
گلشن راز ملا محمود چلیپتری است در تعریف عشق

وحال کے بارہ مین ہے کہ واجد کا وجد اوس وقت
ٹھیک ہے کہ جب تلوار مُنہ پر کھائے اور ادراک نہ کرے
اور حال سچے ہونے کا نشان بھی یہی ہے کیونکہ واردات
غیبیہ سالک کے دل کو ایسا اثر لیجاتے ہین کہ اوس وقت
وجود بے بود محض ہوتا ہے اور واقعی اسی کا مصداق
صاحب گلشن راز ملا محمود چلیپتری کا قول متعلق عشق

که العشق نار یحرق ما سوی المحبوب و
درین زمانه این از نوادر است کاتب الحروف
از حضرت جدی و استادی مولانا شاہ تقی علی قلندر
قدس سره شنیده است که حضرت خواجه حسن
مودودی چشتی را که از یاران قدوة الاعاظم حضرت
شاه محمد کاظم قلندر بودند یک بار بر دہلی دروازه لکھنو
مجلس سماع گرم بود حالتے در گرفت دران حال خود را
از بالاے دروازه بزیر انداختند مریدیکه زیر آن
استاده بود جان فداے پیر کرد و بر ہر دو دست
اوشان را نگهداشت و ایشان را خبرے نه شد و نیز
میفرمودند که یک بار بر تکیهٔ شریفه در عرس حضرت
شاه محمد کاظم قلندر حضرت خواجه حسن را حالتے در ربود
در باغ بکلوا متصل درگاه عالی جاه حضرت پیر و مرشد

ہے کہ عشق وہ آگ ہے جو ماسواے محبوب کو جلاوے
اور اس زمانے مین یہ بہت کم ہے۔ مین نے اپنے
جد و استاد حضرت مولانا شاہ تقی علی قلندر سے سنا
ہے کہ حضرت خواجہ حسن مودودی چشتی کو جو
حضرت قدوۂ اعاظم شاہ محمد کاظم قلندر کے بڑے
دوست تھے ایک بار دہلی دروازہ لکھنو پر مجلس
سماع مین ایسی کیفیت ہوئی کہ دروازہ پر سے
پھاند پڑے وہان نیچے اون کا ایک مرید کھڑا تھا
اوسنے اپنی جان اون پر فدا کی اونکو اپنے ہاتھوں پر
روک لیا مگر ان کو کچھ خبر نہ ہوئی نیز فرماتے تھے کہ ایک
بار تکیۂ شریف پر حضرت شاہ محمد کاظم قلندر کے
عرس مین حضرت خواجہ حسن صاحب کو حال آیا
بکلوا باغ مین جو حضرت صاحب کی درگاہ کے متصل ہے

برحق شاہ تراب علی قلندر بشاخ درختے تا دیر
آویختند مورچہا گزیدند ایشان را حس نبود وہم
در مناقب العارفین ملفوظ حضرت مولانا جلال الدین
رومی مرتبہ شمس الدین افلاکی منقول است کہ روزے
مجلس سماع قائم بود مولانا را حالتے درگرفت خود را
در دجلہ انداختند وہشت روز غرق ماندند صرف
دستے نمایان بود وہنگامہ سماع بہمان طور بپا ماند
انتہیٰ در کتب قوم مذکور است کہ مراد از وجد وارد ایست
کہ از حق بر دل آید و باطن را از ہیبت خود بگرداند
باحداث وصفے غالب چون حزنے یا فرحے
جنید گفتہ الوجد انقطاع الاوصاف عند
سمۃ الذات بالسرور وابوالعباس عطا گفتہ
الوجد انقطاع الاوصاف عند سمۃ الذات
بالحزن وصاحب وجد کسے بود کہ ہنوز از
حجب صفات نفسانی بیرون نیامدہ باشد و
بوجود خود از وجود حق محجوب بود وگاہ گاہ فرجۂ دردر
حجاب او پدید آید و از انجا پرتوے از نور وجود حق
برو تابد و او را دریابد و بعد ازان دیگر بارہ حجاب
منطبق شود وموجود مفقود گردد پس وجد متوسط بود

ایک آم کے درخت مین لپٹ گئے اور دیر تک
لپٹے رہے اور چیونٹے کاٹا کیے مگر اون کو کچھ حس نہوا
نیز مناقب العارفین ملفوظ حضرت مولانا جلال الدین
رومی مرتبہ شمس الدین افلاکی مین ہے کہ ایک روز
مجلس سماع مین مولانا پر ایک ایسی حالت طاری
ہوئی کہ دجلہ مین پھاند پڑے اور آٹھ روز غرق رہے
صرف ایک ہاتھ نکلا رہا اور سماع بدستور ہوا کیا
انتہیٰ کتب قوم مین مذکور ہے کہ وجد سے وہ وارد
مراد ہے جو حق سے دل پر آوے اور باطن کو اپنی ہیبت
سے بوجہ حدوث کسی وصف غالب مثل حزن وفرح کے
پھیر دے حضرت جنید فرماتے ہین کہ وجد وہ ہے کہ
واجد کے تمام اوصاف اوس وقت بوجہ سرور منقطع
ہو جائین اور ابوالعباس عطا کہتے ہین کہ واجد کے
تمام اوصاف بوجہ حزن اوس وقت منقطع ہو جائین اور
واجد وہ ہے جو صفات نفسانی کے حجاب سے نکلا نہو اور
بوجہ اپنے وجود کے وجود حق سے محجوب ہو اور کبھی کبھی اوسکے
حجاب مین فرجہ ہو جاتا ہو اور وہان سے پرتو نور وجود حق اوسپر پڑتا
اور اوسے بیخود کرتا ہو اور پھر دوسری بار حجاب برابر ہو اور بیخود گم
ہو جاے تو وجد وجد سابق وفقد لاحق مین واسطہ ہوتا ہے

میان وجدے سابق وفقدے لاحق ومراد از
وجود آنکه وجود واجد در غلبۂ نور شہود موجود غائب
وناچیز گردد چنانکه جنید گفته وجودی ان
اغیب عن الوجود بما یبدو علی من الشہود
پس وجد صفت محدث بود و وجود صفت قدیم
واشاره بدین معنی است قول ذوالنون الوجود
بالموجود قایم والوجد بالواجد قایم وبیان
این سخن آن که صاحب وجد ہنوز از وجود خود
فانی نه شده باشد پس واجد او بود و وجد بوے
قائم وصاحب وجود از وجود خود بکلی فانی شده باشد
و بوجود موجود یعنی حق تعالے قائم و باقی باشد
پس صاحب وجود نه ذات واجد بود یعنی ذات
شده بل ذات موجود یعنی ذات حق و وجود بوے
قائم و بنابراین معنی واجد بحقیقت فاقد وجود خود بود
و فاقد واجد وجود چنانچه شبلی گفته اذا ظننت انی
فقدت فحینئذ وجدت واذا حسبت
انی وجدت فقد فقدت ہر که برویت
وجد خود از شہود وجد موجود محجوب شود در ورطه طرب
پدید آید وہر که بشہود وجد موجود از رویت وجد خود

اور وجود سے یہ مراد ہے کہ وجود واجد موجود کے
غلبۂ نور شہود میں غائب ہوجائے چنانچہ
حضرت جنید فرماتے ہیں کہ میرا وجود وجود سے غائب
ہونے پر اپنے مشہود سے ہوتا ہے تو وجد حادث
کی اور وجود قدیم کی صفت ہوئی حضرت ذوالنون
مصری کے اس ارشاد میں اسی طرف اشارہ ہے
کہ وجود موجود میں اور وجد واجد میں قائم ہے
یعنی صاحب وجد جب تک اپنے وجود سے فانی
نہ ہوگا واجد کہلائیگا اور وجد اوس میں قائم ہوگا
اور صاحب وجود اپنے وجود سے فانی اور موجود
برحق کے وجود سے باقی ہوگا تو صاحب وجود
ذات واجد نہو گی بلکہ ذات موجود اور وجود
اوس میں قائم ہوگا اور اسی لیے حقیقتا واجد
وہ ہے جو اپنا وجود کھودے چنانچہ حضرت
شبلی فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے کو گم سمجھتا ہوں
تو موجود ہوتا ہوں اور جب موجود سمجھتا ہوں
تو مفقود ہوتا ہوں جو شخص اپنے وجد کو دیکھنے
کے سبب سے موجود حقیقی کے وجد کو دیکھنے سے محجوب ہوجاتا ہے
اوسمیں طرب ظاہر ہوتا ہے اور جو شخص کہ موجود حقیقی کے وجد کو دیکھنے

مفقود گردد محل طرب از وے ساقط شود چنانکہ
مضمون قول جنید دال برآن ست کہ قد کان
یطربنی وجدی فافقدنی عن رویة الوجد
من فی الوجد موجود والوجد یطرب
من فی الوجد لہ راحة والوجد عند حضور
الحق مفقود و وجد مقدمہ وجود است چہ
ہر وجدے در فتح قلعہ وجود بشری مثابہ منجنیقے است
از عالم جاذبہ آلہی منصوب تاچون قلعہ وجود مسلم شود
وجد وجود گردد پس نہایت وجد بدایت وجود
بود یعنی وجود وجد سبب فقد وجود واجد است
و فقد وجود واجد شرط وجود موجود چنانچہ ابوالحسین
نوری گفتہ الوجد فقد الوجود بالموجود
و آنچہ شبلی گفتہ الوجد اظہار الموجود و بالجملہ
اسقاط اضافت وجد بخود عین توحید است
و اضافت آن بحق محض جحود چنانچہ بایزید
گفتہ کہ ذکر وجدی جحود توحیدی و
درین معنی شبلی راست الوجد عندی جحود
ما لم یکن عن شہود وشاہد الحق عندی
ینفی شہود الوجود چنانکہ وجد مقدمہ وجود ست

کے سبب سے اپنے وجد کو نہین دیکھتا اوسمین طرب نہین
پایا جاتا چنانچہ حضرت جنید کا ارشاد ہے کہ کبھی میرا وجد
مجھکو خوش کرتا ہے تو مجھے رویت وجد سے کھو دیتا ہے
اور وجد اوس کو خوش کرتا ہے جسکو وجد مین راحت
ہوتی ہے اور حضور حق مین وجد مفقود ہے اور وجد
مقدمہ وجود ہے کیونکہ ہر وجد قلعہ وجود بشری کے
فتح مین بمنزلہ منجنیق ہے جو عالم جاذبہ الٰہی سے نصب
کیا جاتا ہے جسکے فتح ہو جانے پر وجد وجود ہو جاتا ہے
پس انتہاے وجد ابتداے وجود ہوئی یعنی وجود وجد
وجود واجد کے گم ہونے کا سبب ہے اور فقد وجود واجد
شرط وجود موجود حضرت ابوالحسین نوری کے اس ارشاد
مین اسی طرف اشارہ ہے کہ موجود سے وجود کے گم ہو جانے
کو وجد کہتے ہین یا حضرت شبلی نے فرمایا کہ وجد اظہار موجود ہے
غرضکہ اپنی طرف وجد منسوب کرنا عین توحید ہے اور حق
کی طرف منسوب کرنا عین انکار چنانچہ حضرت بایزید نے
فرمایا کہ میرے وجد کا ذکر میری توحید کا انکار ہے اور ایسا
ہی حضرت شبلی فرماتے ہین کہ جب تک وجد شہود سے نہو
انکار ہے اور میرے نزدیک حق کا مشاہدہ شہود وجود کی
نفی کرتا ہے اور جیسے وجد وجود کا مقدمہ ہے

تواجد مقدمۂ وجد است و معنی تواجد است دعاء و استجلاب وجد است بطریق تذکر یا تفکر یا تشبہ باہل وجد در حرکات و سکنات بدلالت صدق و ہر چند تواجد صورتا تکلف است و تکلف مخالف صدق ولیکن چون نیت متواجد در صورت تواجد توجہ کلی بود واز برائے قبول امداد فیض رحمانی و تعریض حقیقی از جہت استنشاق نفحات ربانی منافی صدق نبود و شریعت درین باب اجازت داده است بلکہ امر کرده کہ ابکوا فان لم تبکوا فتباکوا و تواجد صفت اہل بدایت بود و وجد حال اہل سلوک و وجود حال اہل وصول واللہ اعلم۔ اے برادر ارباب وجد را حال این ست اما وجد یکہ درین زمانہ فقرائے جہال قرار داده اند و مرتکب آن می شوند ہرگز حال نیست اہل دل را موجب ملال توان گفت پس واجدین را اگر لاعبین گویند سزاوار و مواہب الٰہیہ انوار ربانیہ را گویند و مکاشفات انوار سبحانیہ ادنائے آن کشف انوار کائنات است و استغراق بنور شاہد وحدت صاحب این صفت بر مغیبات

ویسے تواجد وجد کا مقدمہ ہے تواجد کے معنے یہ ہین کہ بطور ذکر و فکر یا مشابہت باہل وجد بحرکات و سکنات سچائی سے وجد طلب کیا جائے اگرچہ بظاہر تواجد تکلف ہے جو مخالف صدق ہے مگر چونکہ اس صورت مین اوس کی نیت امداد فیض رحمانی اور نفحات ربانی قبول کرنے کی ہوتی ہے لہذا سچائی کے خلاف نہین اور شریعت نے بھی اس کی اجازت بلکہ حکم دیا ہے کہ روؤ اور اگر نہ روؤ تو رولاؤ۔ تواجد مبتدی کی صفت ہے اور وجد اور وجود اہل سلوک و اہل وصول کا حال ہے واللہ اعلم لیکن جو وجد آج کل کے جاہل فقیرون کو ہوتا ہے یہ ہرگز حال نہین ہے بلکہ اہل دل کا سبب ملال ہے اس زمانے کے اہل وجد کو اگر لاعبین کہین تو زیادہ بہتر ہے اور مواہب الٰہیہ انوار ربانیہ و مکاشفات اسرار سبحانیہ کو کہتے ہین جس کا ادنے درجہ کشف انوار کائنات و استغراق بنور مشاہدۂ وحدت ہے ایسا ہی شخص مخفی امور کا عالم ہوتا ہے۔

خبروار می گردد و با قوال انا الحق و سبحانی ما
اعظم شانی گویا می شود و عبادت می کند
معبود را بحقیقت و مشاہدہ بنور احسان کما قال
علی کرم اللہ وجہہ لا اعبد ربا حتی اراہ

اور اَنَا الحق و سُبحانی مَا اَعظم شانی کہنے
لگتا ہے اور معبود برحق کی عبادت حقیقی اور نور احسان کا
مشاہدہ کرتا ہے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ
مین نے خدا کی عبادت نہین کی جب تک اوسکو دیکھہ نہین لیا

قوله فَتَهَيَّأَتْ لِقَبُوْلِ الْاِمْدَادِ الْقُدْسِيَّةِ وَاسْتَعَدَّتْ لِوُرُوْدِ الْاَنْوَارِ الْعُلْوِيَّةِ

اقول ہرگاہ کہ قلوب صوفیہ بمواہب انس و نور
قدس مجلو شدند برای قبول امداد قدسیہ و ورود
انوار علویہ مستعد شدند لازم شد او شان را درین
حال کشف و مشاہدہ و رفت شان وقت لی
مع اللہ و حال و مقام آنہا فاینما تولوا فثم
وجہ اللہ گردید گویا حق در جمال ایشان تجلی کرد
پردہ از جمال و جلال خود برداشت

جب قلوب صوفیہ مواہب انس سے بھر گئے اور
نور قدس سے روشن ہو گئے تو امداد قدسی و انوار علوی
قبول کرنے کو مستعد ہو گئے اور اس وقت کشف و
مشاہدہ اون کو حال ہو گیا اور اون کا وقت
لی مع اللہ اور حال و مقام فَاَیْنَمَا تُوَلُّوا[1]
فَثَمَّ وَجْہُ اللہِ ہو گیا گویا حق نے اونمین تجلی کی
اور اپنے جمال و جلال سے پردہ اوٹھا دیا۔

قوله وَاتَّخَذَتْ مِنْ اَنْفَاسِ الْعَطِرَةِ بِالْاَذْكَارِ جُلَّاسًا وَاَقَامَتْ عَلَى الظَّاهِرِ
وَالْبَاطِنِ مِنَ التَّقْوٰى حُرَّاسًا وَاشْتَعَلَتْ فِيْ ظُلَمِ الْبَشَرِيَّةِ مِنَ الْيَقِيْنِ نِبْرَاسًا

اقول عطر بالکسر بوی خوش و عطار خوشبو فروش
جلاس جمع جلیس تقوی بمعنی پرہیزگاری کردن
و در شرع عبارت است از ارتکاب اوامر اجتناب
نواہی حراس جمع حارس بمعنی نگہبان نبراس
و نبرس بمعنی چراغ یعنی گرفتند قلوب صوفیہ از انفاس

عطر بکسر خوشبو عطار خوشبو فروش جلاس
جمع جلیس تقوے پرہیزگاری اور شرعًا اوامر کا ارتکاب
اور نواہی سے اجتناب کرنا حراس جمع حارس نگہبان
نبراس نبرس چراغ یعنی قلوب صوفیہ نے بوجہ انفاس

[1] پاک ہون مین کیا بڑی میری شان ہے ۱۲
[2] جدہر تم مونہہ پھیرو اودہر ہی اللہ کا مونہہ ہے ۱۲

معطرہ ومعنبرہ بدولت پاس انفاس ودیگر اذکار
شرف انا جلیس من ذکرنی ودر حدیث
انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن
مراد ازین دوام ذکر است وآراستند ظاہر وباطن
را از تقوے ومتقی گردیدند وخلعت ان اکرمکم
عند اللہ اتقاکم پوشیدند ظاہر ایشان از
شریعت آراستہ وباطن بطریقت پیراستہ
شریعت پوست ومغز آمد حقیقت ومیان این و
آن باشد طریقت یعنی شریعت کہ احکام ظاہر
است نسبت باطریقت کہ روش خاص ارباب
حال ومکاشفات ست بمثابہ پوست است و
طریقت لب لباب در کتاب اسرار المعانی است
کہ شریعت حکم نبویست اقوال وے وطریقت
افعال وے وحقیقت احوال وے در کتاب
مناقب شیخ سعد بن ابو الخیر است کہ علم زبان علم
شریعت است وعلم دل علم طریقت وکمال در جستہ
مرد کامل بتحصیل ہر دو اصل موقوف است ونیز
مشائخ فرمودہ اند کہ ہر حقیقت را کہ شرع رد کند

معطرہ ومعنبرہ کے پاس انفاس ودیگر اذکار کی بدولت
انا جلیس من ذکرنی[1] کا شرف پایا اور
حدیث انی لاجد الخ[2] سے دوام ذکر ہی مراد
ہے اور ظاہر وباطن تقوے سے آراستہ کرکے
متقی ہوے اور ان اکرمکم الخ[3] کا خلعت پہنا
ان کا ظاہر شریعت سے آراستہ اور باطن طریقت
سے پیراستہ ہے شریعت پوست اور حقیقت
مغز ہے اور ان دونون کے درمیان طریقت
ہے شریعت یعنی احکام ظاہری بہ نسبت طریقت
جو خاص ارباب حال ومکاشفات کی روش
ہے پوست کی طرح ہے اور حقیقت لب لباب
کتاب اسرار المعانی مین ہے کہ شریعت حکم
واقوال اور طریقت وحقیقت افعال واحوال
نبوی کو کہتے ہین کتاب مناقب شیخ سعد ابن
ابو الخیر مین ہے کہ علم زبان علم شریعت اور علم دل
علم طریقت ہے اور کامل کا کمال ان دونون
کے حصول پر موقوف ہے۔ نیز مشائخ
فرماتے ہین کہ جس حقیقت کو شرع رد کرے

[1] مین ہمنشین اوسکا ہون جو مجھے یاد کرتا ہے ۱۲ [2] بے شک مین نفس رحمن یمن کی طرف سے پاتا ہون ۱۲
[3] تم مین سب سے زیادہ بزرگ خدا کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ متقی ہو ۱۲

پس او نبے دینی است و بعضے گفتہ اند ہر کہ معاملہ
باحق بحقیقت و با خلق بشریعت کند صدیق است
و ہر کہ معاملہ باحق بشریعت و با خلق بطریقت کند
یعنی بباطن مطابق شرع باشد و بظاہر مطابق
شریعت نبود پس از دین حق برگشتہ است و ہر کہ
معاملہ باحق و بخلق بشریعت کند یعنی ظاہر و
باطن ہر دو مطابق شریعت - او صوفی است
قدوۂ قلندران نام آور حضرت شاہ نجا قلندر در
مکتوبے بشاہ عبدالرسول چھندوی نوشتہ اند
اے برادر عارف کسے ست کہ سر مو شریعت ازو
فوت نشود و ہرگز در وجود نیاید چیزیکہ خلاف
مرضی خدا و رسول اوست دوستان خدا ہر چند
در عالم سکر باشند لیکن از ایشان چیزے صادر نشود
کہ خلاف شریعت باشد حضرت شیخ محی الدین ابن
عربی را مدتے در سکر گذشت و از ایشان چیزے
خلاف شرع نہ شد و بدستور نماز و روزہ و غیرہ
می کردند و از ان خبر نمی داشتند و صدیق آن ست
کہ سر مو از متابعت نبوی مخالفت نہ ورزد
ہر کہ متابع تر مرتبۂ او عالی تر و ہر چند کسے عابد

وہ بے دینی ہے اور بعض کے نزدیک جو شخص حق
سے بحقیقت اور خلق سے بشریعت معاملہ کرے وہ
صدیق ہے اور جو خدا سے بشریعت اور خلق سے
بطریقت معاملہ کرے یعنی باطنًا تو شرع کے مطابق ہو
اور ظاہرًا نہو وہ گمراہ ہے اور جو شخص حق و خلق
دونوں سے بشریعت معاملہ کرے یعنی ظاہر و باطن
دونوں شریعت کے مطابق ہون وہ صوفی ہے
سرگروہ قلندران نام آور حضرت شاہ نجا قلندر نے
ایک مکتوب مین حضرت شاہ عبدالرسول چھندوی
کو لکھا ہے کہ عارف وہ ہے جو سر مو شریعت سے
تجاوز نہ کرے اور نہ اوس سے کوئی امر خدا و رسول
کی مرضی کے خلاف ہو دوستان آلہی اگرچہ عالم سکر
مین رہتے ہین لیکن اون سے خلاف شریعت
کوئی بات نہین ہوتی حضرت شیخ محی الدین
ابن عربی ایک مدت تک سکر مین رہے مگر اونسے
خلاف شریعت کوئی بات نہوئی بدستور نماز و روزہ
وغیرہ کرتے رہے اور بے خبر رہے اور صدیق وہ ہے
جو سر مو متابعت نبوی سے مخالفت نکرے جو زیادہ پیرو
ہوگا اوس کا مرتبہ بھی زیادہ ہوگا اور اگر کوئی زاہد و عالم

زاہد ومتقی باشد تا کہ با خود است از خدا دور است
واز لذت عبادت مہجور و محروم و ہر کسیکہ دعوے
معرفت کند واز معانی مذکورہ خالی باشد
محض مدعی وکذاب است انتہی۔ بخلاف فقرائے
این زمانہ کہ ہوا را شریعت نام کردہ اند وطلب جاہ و
ریاست وتکبر را علم ومجادلہ را مناظرہ ومحاربہ و
سفاہت را عظمت ونفاق را زہد وتمنی را ارادت
وہذیان طبع را معرفت وحرکات دل وحدیث
نفس را محبت والحاد را فقر وزندقہ را فنا وترک
شریعت را طریقت۔ ومحی الدین ابن حسن رضوی
در ملفوظ حضرت شاہ مینا لکھنوی می نویسند کہ
گروہے از ملاحدہ گویند کہ خدمت چندان باید کرد
کہ بندہ ولی گردد چون ولی حق شود احکام بندگی
ازو ساقط گردند واین جہالت وضلالت است
نہ بینی کہ آنحضرت کہ موصوف بجملہ کمالات بود از
وے احکام بندگی ساقط نشد بلکہ فرمان واعبد
ربک حتی یاتیک الیقین رسید از دیگرے
کجا ساقط می شود ہر چند قرب زیادہ تر بندگی زیادہ
لیکن چون در مقام ولایت رسد و در تجلی حضور

ومتقی ہے مگر خودی مین گرفتار ہے وہ خدا سے دور
اور لذت عبادت سے محروم ہے اور جو کوئی دعوے
معرفت کرے اور اوس مین یہ باتین نہ پائی جائین
وہ جھوٹا و مدعی ہے انتہی بخلاف اس زمانہ کے فقیرون
کے جنھون نے خواہشات کا نام شریعت اور طلب جاہ
وریاست وتکبر کا علم اور مجادلہ کا مناظرہ ومحاربہ اور
سفاہت کا عظمت اور نفاق کا زہد اور تمنی کا ارادت
وہذیان طبع کا معرفت اور حرکات دل وحدیث نفس
کا محبت اور الحاد کا فقر اور زندقہ کا فنا اور ترک
شریعت کا نام طریقت رکھ لیا ہے محی الدین ابن حسن
رضوی ملفوظ حضرت شاہ مینا لکھنوی مین لکھتے ہین کہ
ملحدون کا ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ اتنی خدمت کرنا
چاہیے کہ بندہ ولی ہوجاے جب ولی ہوجائیگا تو بندگی
کے احکام اوس سے ساقط ہوجائینگے یہ خیال سراسر
جہالت وگمراہی کا ہے جب آنحضرت صلعم ہی سے جو جامع
کمالات تھے احکام بندگی ساقط نہوے بلکہ حکم ہوا کہ اپنے
رب کی عبادت کرو جبتک یقین (یعنی موت) نہ آئے
تو پھر دوسرے سے کیسے ساقط ہوسکتے ہین جتنا قرب زیادہ ہوگا
اوتنی بندگی زیادہ ہوگی مگر مقام ولایت اور تجلی حضوری ب

باشد کلفت تکلیف از و ساقط شود نہ آنکہ نفس تکلیف
از وی بردو و در عبادت مشقت نباشد بلکہ راحت
بود بے عبادت ماندن نتواند و نیست مقام مر
بندہ را کہ ساقط شود ازو آدابہاے شریعت کہ
در آداب حرمت و تعظیم قرب بار آرد در مشاہدہ
و نیز ہمچنین ہر کہ با ملوک با ادب است او قریب است
و ہر کہ بے ادب است دور تر بینی کہ آدم علیہ السلام
اگرچہ زلت داشت بہ بجا آوردن ادب کہ ربنا
ظلمنا انفسنا مقبول گشت و ابلیس لعین اگرچہ
طاعت داشت بہ ترک ادب انا خیر منہ
مردود گشت انتہیٰ و معنی دیگر این کہ صوفیہ
بہ نور یقین در ظلمت بشریت چراغ عرفان را روشن
کردند با ہمہ و بے ہمہ کہ مقام خاص رسول الٰہی
ماند ہٰکذا وقع فی خاطری۔

پہونچنے سے کلفت تکلیف جاتی رہتی ہے نہ نفس تکلیف
اور عبادت مین بجاے مشقت آرام ہوتی ہے بلا عبادت
کے وہ رہ نہین سکتا کوئی مقام ہی ایسا نہین جس مین
اوس سے آداب شریعت ساقط ہو جائین اسی طرح
جو شخص بادشاہون کے حضور مین با ادب ہے وہی
زیادہ مقرب ہے اور جو بے ادب ہے وہ زیادہ دور
حضرت آدم علیہ السلام سے اگرچہ لغزش ہوئی مگر
بوجہ اختیار ادب ربنا ظلمنا انفسنا[1] مقبول
ہوے اور شیطان باوجود طاعت بوجہ بے ادبی
انا خیر منہ مردود ہوا انتہیٰ اور دوسرے
معنے یہ ہین کہ صوفیہ نے بہ نور یقین ظلمت بشریت
مین چراغ عرفان روشن کیا اور باہمہ و
بے ہمہ رہے جو خاص مقام رسول الٰہی سے
الٰہی میرے دل مین گذرا۔

قوله واستحقرت فوائد الدنیا ولذاتها وانکرت مصائد الهوی وتبعاتها

اقول یعنی حقیر دانستند قلوب صوفیہ لذات و
فوائد دنیاوی را و ناخوش پنداشتند شکارگاہ
ہوا جس وغیرہ را مصاید جمع صید خلاف قیاس
چنانکہ محاسن جمع حسن است کذا فی غیاث اللغات

یعنی قلوب صوفیہ نے لذات و فوائد دنیاوی کو
حقیر جانا اور شکارگاہ ہوا جس وغیرہ کو ناپسند
کیا۔ مصائد جمع صید خلاف قیاس جس طرح
محاسن جمع حسن ہے ۱۲ غیاث اللغات

[1] اے پروردگار ہم نے اپنی ذاتون پر ظلم کیا ۱۲

فہم زاهدون فی الدنیا وراغبون فی الاٰخرة والفرارون من الهوی الی الهدی والمعرضون عما سوی الله والمخلصون بالله وہمین طریقہ مشایخ کبار است کہ بکمال متابعت نبوی بمرتبۂ کمال وصل گشتہ اند

تو وہی لوگ دنیا مین زاہد اور آخرت مین راغب اور ہوا سے ہدایت کی طرف ہارب اور ما سوے اللہ سے معرض اور اللہ سے مخلص ہین اور یہی اون بزرگون کا طریقہ ہے جو بہ کمال متابعت نبوی مرتبۂ کمال پر پہونچے ۔

قوله وَامْتَطَيْتُ غَوَارِبَ الرَّغَبُوْتِ وَالرَّهَبُوْتِ وَاسْتَفْرَشْتُ بِعُلُوِّ هِمَّتِهَا بِسَاطَ الْمَلَكُوْتِ

اقول الامطاء بارگیر ساختن وصوفیہ بارگیر خود ساختند بلندی خوف ورجا را اے لطافت انوار خوف ورجا مراکب ایشانند وگستر انیدند بعلو ہمت بساط ملکوت را یعنی سیر شان بر بساط ملکوت ست در شرح عوارف ست کہ والملکوت بحر صفواتی وفضاء نورانی بعرش المجید والجنة خزینتها والملائکة حملتها احلقوا فیہ منہ مکانهم ومعاشهم وهو فراش العارف الربانی والمقرب السبحانی

امطاء بارگیر بنانا اور صوفیہ نے اپنا بارگیر خوف ورجا کی لمبندی کو بنایا یعنی لطافت انوار خوف ورجا اون کی سواریان ہین اور اپنی عالی ہمتی سے اونھون نے بساط ملکوت بچھائی ۔ یعنی اون کی سیر بساط ملکوت پر ہے شرح عوارف مین ہے کہ ملکوت عرش مجید مین بحر صفواتی وفضا نورانی ہے جسکا خزانہ جنت ہے اور ملائکہ حامل ہین جس مین اونھون نے حلقہ کیا اور وہی اونکا مکان اور وہی اونکی معاش ہے اور وہ عارف ربانی ومقرب سبحانی کا فرش ہے

قوله وَامْتَدَّتْ اِلَى الْمَعَالِيْ اَعْنَاقُهَا وَطَمَحَتْ اِلَى اللَّامِعِ الْعُلْوِيِّ اَحْدَاقُهَا

اقول یعنی دراز شدند بسوے بلندیہاے احدیت ومعارج صمدیت گردنہاے شان وبر داشتند

یعنی رفعت احدیت ومعارج صمدیت کی طرف اون کی گردنین بڑھین اور لوامع علیہ

بجانب لوامع بلند چشمها و مراد از لامع علوی نور
تجلی است از تجلیات ذات و صفات و افعال
و روح را نیز تجلی هست و حیات عالم از تجلی روح
بوده است و احداق بصر تابع احداق بصیرت
است و اعتبار بصیرت راست نه که بصر را چه
بصیرت آنکه انچه بیند بیند و غمض بصر مانع آن
نبود و ازینجاست که او را یقین و مشاهده خوانند
نه رویت و اما انچه گفته اند که در آخرت اعتبار
بصر است نه بصیرت آن هم راست است بصر
آنجا بمعنی بصیرت است زیرا که بصیرت غیر بصر
است پس حکم با رویت و ارتفاع حجاب بالکلیه
و عیان محض غیر بصیرت را نخواهد بود فاعرفه
فَاِنَّهٗ حَسَنٌ بَدِیْعٌ

کی جانب اون کی نگاہین اوٹھین اور لامع
علوی سے تجلیات ذات و صفات و افعال
کا نور تجلی مراد ہے اور روح کے لیے بھی تجلی ہے
حیات عالم تجلی روح ہی سے ہے اور حدقے
بصر تابع حدقہ بصیرت ہین اور اعتبار بصیرت ہی
کا ہے نہ بصر کا کیونکہ بصیرت وہ ہے جس کی
دید مین آنکھ بند ہونا مانع ہوا اور اسی لیے اوس کو
یقین و مشاہدہ کہتے ہین نہ رویت اور یہ جو کہا
ہے کہ آخرت مین بصر کا اعتبار ہوگا نہ بصیرت کا
یہ بھی ٹھیک ہے وہان بصر بمعنی بصیرت ہے
کیونکہ بصیرت غیر بصر ہے تو حکم رویت در رفع حجاب
و عیان محض بصیرت ہی کو ہوگا۔ اسے سمجھو کہ یہ
بہت نادر ہے۔

قوله وَاتَّخَذَتْ مِنَ الْمَلَاِ الْاَعْلٰی مُسَامِرًا وَمُحَاوِرًا وَمِنَ النُّوْرِ الْاَعَزِّ الْاَقْصٰی مُزَاوِرًا وَمُجَاوِرًا

اقول حاصل این که مونس و محب خواهند بود
برای اوشان از فضل ایزدی ملأ اعلی که
فرشتگان مقرب اند و خواهند گشت بنور حق
متواصل و متلاحق و بدوام مشاهده با حق و مؤانست

یعنی محض خدا کے فضل سے فرشتگان مقرب
اون کے مونس و محب ہون گے اور وہ نور حق
مین واصل و لاحق ہون گے اور بدوام مشاہدۂ
حق و موانست۔

و مکالمہ در تسبیح و تہلیل چون ملائکہ خواہند بود
ملأ اعلیٰ بفتح میم و لام و در آخر الف بصورت یا
گروہ فرشتگان مقرب در عالم علوی چہ ملأ
بفتحتین بر وزن فعل بمعنی گروہ مردم اشرف
و اعلیٰ بمعنی صیغہ اسم تفضیل مسامر بمعنی قصہ گو
مجاور سخن گو مزاور زیارت کنندہ مجاور نزدیک

و مکالمت و تسبیح و تہلیل ملائکہ کی طرح ہونگے
ملأ اعلیٰ بفتح میم و لام اور آخر مین الف بصورت
(ی) عالم علوی کے فرشتگان مقرب کیونکہ ملأ
بفتحتین بروزن فعل بمعنی گروہ مردم اشرف
و اعلیٰ بمعنی صیغہ اسم تفضیل مسامر قصہ گو مجاور سخن گو
مزاور زیارت کرنے والا مجاور نزدیک۔

قولہ اَجسادٌ اَرضِیَّۃٌ بِقُلُوبٍ سَماوِیَّۃٍ وَاَشباحٌ فَرشِیَّۃٌ بِاَرواحٍ عَرشِیَّۃٍ

اقول اولاً بدانکہ خواست شیخ کہ بعد توحید و نعت
اصفیا بیان کند نعت وصف اوشان را در ظاہر
و باطن و بیان طریقہ و صحت عقول در احوال
صحت اقوال و کمال و جمال در اتباع طریقہ
اینہا کہ العلماء ورثۃ الانبیاء پس فرمود کہ
اوشان بجسد بنا بر ترکیب آن از عناصر پست اند
و بقلوب کہ محل نزول اسرار خداوندیست سماوی
اند یعنی بلند و ظاہر اجسام شان گرچہ خاکی پست
مثل اجسام غیر و لے در باطن اجسام اوشان آنہا
برابر اند اشباح جمع شبح بفتحتین و در آخر حاے
مہملہ بمعنی شخص و جسم و کالبد کذا فی القاموس و
صاحب منتخب و مدار نیز بفتح نوشتہ۔

پہلے یہ جان لینا چاہیے کہ جب حضرت شیخ نے
توحید و نعت اصفیا کے بعد اون کے اوصاف
ظاہری و باطنی اور اون کا صحت طریقہ اور حالات
و اقوال و کمال و جمال متابعت نبوی (کہ علما
انبیاء کے وارث ہین) بیان کرنا چاہا ہے تو فرمایا کہ
وہ بوجہ ترکیب عنصری جسماً ارضی یعنی پست اور قلباً
(جو محل نزول اسرار خداوندی ہے) سماوی یعنی بلند
ہین اور جسماً اگرچہ اورون کی طرح خاکی ہین۔ مگر
بباطن اون کے جسم اون کے برابر ہین۔ اشباح
جمع شبح بفتحتین و بآخر حاے مہملہ بمعنی شخص
و جسم و کالبد ۱۲ قاموس اور صاحب
منتخب و مدار نے بھی زبر سے لکھا ہے۔

قوله نفوسهم فی منازل الخدمة سیّارة وارواحهم فی فضاء القرب طیّارة

اقول یعنی نفسهاے شان بعقل صحیح وطریق مستقیم در متابعت نبوی سیر کنندہ اند وارواح شان در میدان شوق وقرب پرندہ

یعنی اون کے نفوس عقل صحیح وطریق مستقیم سے بوجہ متابعت نبوی سیر کرتے اور روحین میدان شوق وقرب مین اوڑتی ہین۔

قوله مذاهبهم فی العبودیّة مشهورة واعلامهم فی اقطار الارض منشورة

اقول یعنی طریق شان متابعت وہدایت بر مذہب اہل سنت وجماعت نہ بدعت وضلالت حضرت خواجہ خورد می فرمایند اے درویش فرقہا باہم در جنگ وجدال اند الا اہل توحید کہ ایشان را با کسے جدال نیست انتہی واعزاز واکرام وعلو درجۂ شان در اقطار ارض منتشر است

یعنی اون کا طریقہ بر مذہب اہل سنت وجماعت متابعت وہدایت ہے نہ بدعت وضلالت حضرت خواجہ خورد فرماتے ہین کہ اے درویش تمام فرقے آپس مین لڑتے وجھگڑتے ہین سوا موحدین کے جو کسی سے نہین جھگڑتے اور اون کا اعزاز واحترام اطراف عالم مین منتشر ہے۔

قوله یقول الجاهل بهم فقدوا وما فقدوا ولکن سمت احوالهم فلم یدرکوا وعلا مقامهم فلم یملکوا

اقول یعنی می گوید آن کہ جاہل است از حال این صفا کیشان کہ ایشان گم شدند یعنی اکنون اولیا کجا اند پس افسوس بر جاہل کہ می گوید ایشان نیند لا بلکہ موجود اند وقایم بالحق کہ از برکت شان قیام عالم است وجہل خلق از ایشان بباعث بلندی احوال ایشان است در قرب کہ خلق خود

یعنی جو شخص ان بزرگون کے حال سے جاہل ہے وہ کہتا ہے کہ وہ اب نہین رہے ایسا کہنے والے پر افسوس ہے بلکہ وہ موجود اور قائم بحق ہین اونھین کی برکت سے عالم قائم ہے اور خلق اون کو بوجہ علو مرتبت کے نہین جانتی وہ خود ہی اون سے بسبب اونکے بلند مرتبہ ہونیکے

بعید گشته است از او شان به بلندی مرتبه مختار
نگردانیده اند کسے را بعلم با خویش واکنون همین
زمانه است که بشامت اعمال جهال وعلماء سوء
این مقربان از چشم ادراک پنهان شده چنانکه امام
غزالی در احیاء از بعضے عرفا نقل می کند که سبب
پنهان شدن ابدال از چشم مردم آنکه ایشان
طاقت دیدن علماء وقت ندارند چراکه این علما
در نفس الامر جاهلان و نزد جاهلان عالمانند۔

دور ہوگئی ہے اور نہ اونھون نے کسی کو اپنی شناخت
عطا کی اور اب وہ زمانہ ہے کہ جاہلون اور علماء سوء
کی شامت اعمال سے یہ حضرات چھپ گئے
چنانچہ امام غزالی احیاء العلوم مین بعض عارفین سے
نقل کرتے ہین کہ ابدال اس لیے مخفی ہوگئے کہ وہ
علماء وقت کے دیکھنے کی تاب نہین رکھتے کیونکہ
حقیقتاً یہ علماء جاہل ہین اگرچہ جاہلون کے
نزدیک عالم ہین

قوله كائنين بالجثمان بائنين بقلوبهم عن اوطان الحدثان

اقول در نسخه صحیحه عوارف جثمان با ثاء است
و در بعضے بسین هم آمده اول بالضم بمعنی بدن و تن
کذا فی الصراح وثانی بروزن فعلان جمع جسیم است
و هر دو صحیح اند یعنی اصفیاء به برکت متابعت نبوی
ثابت اند با خلق در احیاء و ابدان چنانکه در
قرآن بشان مصطفوی آمده قل انما انا بشر
مثلکم یوحی الی و جدا شونده اند بقلوب خود
از وطن ہاے خلق در حد حدوث کما جاء فی
الحدیث انی لست کاحدکم وقال الله
ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن

نسخہ صحیحہ عوارف مین جثمان ث سے ہے اور
بعض مین سین سے اول بالضم بدن وتن ۱۲
صراح اور دوم بروزن فعلان جسیم کی جمع ہے اور
دونون صحیح ہین یعنی اصفیا ببرکت متابعت نبوی
احیاء و ابدان مین تو لوگون کے برابر ہین قرآن
شریف مین آنحضرت صلعم کی شان مین ہے کہ کہو
مین تمھاری طرح آدمی ہون مجھ پر وحی کی گئی مگر
قلباً خلق سے علحدہ ہین حدیث مین ہے کہ مین
تمھاری طرح نہین ہون۔یا۔اللہ تعالی فرماتا ہے
کہ محمد تم مین سے کسی کے باپ نہین ہین بلکہ

رَسُولَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ودائم اند
درشاہدہ پروردگار بقلوب در بیداری چون دیدن
نائم اشیار اما فرق این قدر است کہ نایم از عدم
صحت حال در مجرد خیال می ماند وعارف رسید کہ
از صحت حال در مشاہدہ وکمال می باشد لیکن
نایم اگر دید خدا را در نوم ہمچو بیداری پس این خواب
ہم کمال است اما حیوۃ ابدی نخواہد یافت زیرا کہ
او در دنیاست نہ در آخرت

خدا کے رسول اور خاتم النبیین ہین اور قلبی
بیداری سے ہمیشہ مشاہدہ مین ہین جیسے نائم
اشیار دیکھتا ہے مگر فرق یہ ہے کہ نائم صحیح الحال
ہونے سے صرف خیال مین اور عارف بحالت
بیداری صحیح الحال ہونے سے مشاہدہ کمال مین
رہتا ہے لیکن اگر نایم نے خواب مین بیداری کیطرح
خدا کی زیارت کی تو یہ خواب بھی کمال ہی مگر حیات ابدی
نہین پائیگا کیونکہ وہ دنیا مین ہے نہ آخرت مین

قوله لِاَرْوَاحِهِمْ حَوْلَ الْعَرْشِ تَطْوَافٌ

اقول در بعض نسخ طواف آمدہ اما در نسخۂ صحیحہ بصیغۂ
مبالغہ یافتہ شد و طوّاف بمعنی بسیار طواف کنندہ
مصدر است بمعنی اسم فاعل وہر دو درست اند یعنی
ارواح کاملان با ملائکہ گرد عرش طواف می کنند
وکلام حق تعالے وخطاب او می شنوند وبر اسرار
او مطلع می شوند۔

بعض نسخون مین طواف آیا ہے مگر صحیح نسخہ مین
بصیغۂ مبالغہ پایا گیا طوّاف کے معنے بہت طواف
کرنے والے کے مصدر بمعنی اسم فاعل ہی اور دونون
ٹھیک ہین یعنی کاملین کی روحین فرشتون کے
ساتھ عرش کے گرد طواف کرتی اور کلام حق سنتی
اور اوس کے اسرار پر مطلع ہوتی ہین۔

قوله وَلِقُلُوبِهِمْ مِنْ خَزَائِنِ الْبِرِّ اِسْعَافٌ

اقول الاسعاف بالکسر حاجت روا کردن کذا
فی الصراح یعنی برای قلوب ایشان از خزانہای
نیکی حاجت روائی است واسعاف این جا

اسعاف بالکسر حاجت روا کرنا ۱۲ صراح یعنی
اون کی دلی حاجتین نیکی کے خزانون سے
پوری ہوتی ہین۔ اور اسعاف یہان بمعنی

بمعنی حصه می تواند بود وهمین مراد است ودر ترجمه
بلکه قلوب ایشان مخازن اسرار آلهیه وموارد انوار او شده

حصه بهی هو سکتا هے اور ترجمه مین یهی مقصود
هے بلکه اونکے قلوب مخزن اسرار و مورد انوار آلهی هین

قوله يَتَنَعَّمُونَ بِالْخِدْمَةِ فِي الدَّيَاجِرِ وَيَتَلَذَّذُونَ مِنْ وَهَجِ الطَّلَبِ بِظَمَأِ الْهَوَاجِرِ

اقول دیاجر جمع دیجور بمعنی شب تاریک ومراد ازو
خلوت ایشان است با حق ووهج بمعنی شدت وظما تشنگی وتشنه
شدن وبالکسر تشنگان کذا فی المنتخب معنی عبارت
این که سیرت ایشان است که چون بظاهر
وبباطن مستدیم نعمت می گیرند در خدمت پروردگار
ولذت می گیرند از شدت تشنگی طلب روز گرم
وقاعده است که در شدت حرارت غلبه تشنگی
می شود ودر وفرق گرم وسرد خیلے دشوار می افتد
پس در شدت طلب چنان بحرارت شوق تشنه
اند که هر چه از گرم وسرد پیش می آید فرو می برند

دیاجر جمع دیجور اندهیری رات اور هواجر جمع هاجره
گرمی کی دوپهر جس سے اونکی خلوت مع الهی مراد هے
وهج بمعنی شدت اور ظما پیاس وپیاسا هونا اور بالکسر
پیاسے ۱۲ منتخب مطلب یه هوا که اونکی عادت هے که
بوجه ظاهری استقامت وباطنی قرار کے حضرت
حق سے نعمت پاتے اور شدت حرارت طلب سے
لذت لیتے هین - قاعده هے که شدت حرارت
مین پیاس کا ایسا غلبه هوتا هے که گرم وسرد کا فرق بهی
دشوار هو جاتا هے تو شدت طلب مین حرارت شوق کے
ایسے پیاسے هین که گرم وسرد جو کچهه پیش آتا هے اوسی پی جاتے هین

قوله تَسَلَّوْا بِالصَّلٰوةِ عَنِ الشَّهَوَاتِ

اقول تسلّوا صیغه جمع است از باب تفعیل سلّی
تسلّی تسلیة بمعنی دل جمعی والسلو خورسند شدن و
قرار گرفتن ودر منتخب است که سلو بفتح وبضمتین وتشدید
واو خورسند شدن وزائل شدن اندوه وفراموش
کردن یعنی قرار می گیرند در نماز از شهوات که

تسلّوا جمع کا صیغه هے باب تفعیل سے سلّی تسلّی
تسلیة بمعنی دلجمعی اور سلو خوش هونا اور قرار پانا
منتخب مین هے که سلو بفتح وبضمتین وتشدید واو
خوش هونا غم زائل هونا - بهول جانا
یعنی نماز مین شهوات هوا وهوس نفسانی سے

ہوا و ہوس نفسانی اند چنانچہ در حدیث آمدہ
حبب الیّ من دنیاکم ثلاث الطیب
والنساء وقرۃ عینی فی الصلوٰۃ زیراکہ صلوٰۃ
پیوند است میان رب و مربوب و معراج مومن از آنکہ
در صلوٰۃ تنویریست کہ در غیرش نیست پس می یابند
آنچہ کہ می یابند ببرکت نماز و خشوع و خضوع دران
و تخصیص صلوٰۃ از جملہ فرایض اشارت بہ فضیلت
اوست بر سائر عبادات کہ مصلی را از عبادت جملہ
فرشتگان جامعیت مے بخشد

بھول جاتے ہین۔ حدیث مین ہے کہ دنیا وی
چیزون مین مجھے تین چیزین پسند ہین خوشبو اور
عورت اور نماز مین آنکھ کی ٹھنڈک اس لیے کہ نماز
حق اور بندہ مین علاقہ اور بندہ کی معراج ہے
کیونکہ اس مین ایک ایسی نورانیت ہے جو کسی اور
مین نہین تو اوسے جو کچھ ملتا ہے وہ خشوع و خضوع و
نماز کی برکت سے اور نماز کی تخصیص جملہ فرایض سے
بوجہ باقی عبادات پر اوسکی فضیلت کے ہے کیونکہ
نمازی نماز مین کل فرشتون کی عبادت کا جامع ہوتا ہے

قولہ وتعوّضوا بحلاوۃ التلاوۃ عن اللذات

اقول تعوض عوض دادن شے یعنی عوض
می گیرند از جملہ لذات دینی و دنیوی ہم درین دنیا
بہ چاشنی قراءت قرآن زیراکہ از و بندہ را صفت
کلیمی حاصل می شود و بہ رفعت نگاہ خود برین
معنی الٰہی رسیدہ موسی وقت می شود پس
حلاوتے و لذتے بہتر ازین چہ خواہد بود فطوبیٰ
لمن لہ نصیب القرآن فان اہل القرآن
اہل اللہ وخاصتہ ولیکن ہرگز گوید کہ لذات ذکر
و مناجات و حلاوت تلاوت حجاب ہست پس

تعوض کسی چیز کا بدلہ دینا یعنی تمام لذات دینی و
دنیوی کا وہ اسی دنیا مین قرآن پڑھنے کی چاشنی
سے عوض لے لیتے ہین کیونکہ اس سے بندہ کو
صفت کلیمی حاصل ہوتی ہے اور وہ اپنی بلند نگاہی
سے اس طور معنی الٰہی پر پہونچکر موسائی وقت
ہوتا ہے تو اس سے بڑھکر لذت و حلاوت اور
کیا ہوگی لہذا جس نے نعمت قرآن حاصل کی اوسے
بشارت ہے کیونکہ اہل قرآن خاصکر اہل اللہ ہین اگر کوئی
یہ کہے کہ لذات ذکر و مناجات و حلاوت تلاوت حجاب ہین

مخصوص باہل استغراق ست در حال تلوین نہ در
تمکین و نہ برائے ہمہ و ہر کہ قائل این ست کاذب
و زندیق است بعضے فقرا جاہل زمانہ بر قول بزرگے
العلم حجاب الاکبر سر استرانید داند و رو از حقیقت
بر گردانیدہ و اے صد و اے بی بدانند کہ مراد از
علم دانستن ہستی خود است نہ علم معروف کہ دانستن
آن فرض راہ سالک است

تو یہ بحالت تلوین ہے بحالت تمکین صرف اہل استغراق
سے مخصوص ہے اور جو اس کا قائل ہے وہ جھوٹا اور
زندیق ہے اس زمانہ کے بعض جاہل فقیر ایک بزرگ
کے اس قول پر کہ علم حجاب اکبر ہے سر منڈا کے اور
حقیقت سے منہ پھیرے ہین افسوس اون کو یہ نہین معلوم
کہ علم سے اپنا علم ہستی مراد ہے علم مشہور جسکا
جاننا ہر سالک پر فرض ہے۔

قوله يلوح من صفحات وجوههم بشر الوجدان ويُنَمّ على مكنون سرائرهم نضارة

اقول یلوح از لاح یلوح مشتق از لوح بمعنی
درخشیدن کذا فی الصراح تبشر بمعنی بشارت آمدہ
است و ینم از نم ینم بمعنی ظہور سرائر بروزن فعائل
جمع سریرہ بمعنی پوشیدگی و خفا و نضارت بمعنی
تازگی یعنی ظاہر از بشرہ ہاے شان خوشی قلب
است کہ بر پوشیدگیہاے اسرار دلالت می کند
خلاصہ این کہ جمال کمال شان بر کسی مستور نیست

یلوح لاح یلوح لوحًا سے مشتق ہے جس کے معنے
چمکنے کے ہین ۱۲ صراح بشر بمعنی بشارت اور ینم نم
ینم سے بمعنی ظہور سرائر بروزن فعائل سریرۃ کی جمع
بمعنی پوشیدگی و خفا اور نضارت بمعنی تازگی۔
یعنی اون کے بشرہ سے قلبی مسرت ظاہر ہے جو
اون کے پوشیدہ اسرار پر دلالت کرتی ہے خلاصہ
یہ کہ اون کا جمال و کمال کسی سے پوشیدہ نہین

سیماهم فی وجوههم من اثر السجود
ولیکن محجوبان را کہ در حجاب ادبار اند چہ سود

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم	چشمہ آفتاب را چہ گناہ

اون کی پیشانیون پر سجدے کے نشان ہین
مگر محجوبان حجاب ادبار کے لیے کیا کیونکہ
اگر دن مین چمگادڑ نہ دیکھے تو آفتاب کا کیا قصور

فطوبی للمحظوظين والويل للمحرومين تازگی

لہذا محظوظین کو بشارت اور محرومین پر حسرت اور تازگی

انکار بضد اشارہ است بکمال خباثت و دعوے مساوات معاذ اللہ سہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اور انکار بضد دعوے ہمسری اور کمال خباثت کی دلیل ہے معاذ اللہ سہ خاک کو عالم پاک سے کیا نسبت

فَبُشْرٰی لِمَنْ عَظَّمَهُمْ وَوَيْلٌ لِمَنْ حَقَّرَهُمْ
وہر گاہ شیخ از حمد و نعت اصفیا در توحید فارغ شد باز حمد کرد دوبارہ بر نعم اصفیا فرمود

تو جنہون نے اونکی تعظیم کی اونکو بشارت اور جنہون نے اونکی تحقیر کی اونپر حسرت ہے پھر جب حضرت مصنف حمد و نعت سے فارغ ہوے تو دوبارہ نعم اصفیا پر حمد کی اور فرمایا

قوله فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَلٰی مَا هَيَّأَ لِلْعِبَادِ مِنْ بَرَكَةِ خَوَاصِّ حَضْرَتِهٖ مِنْ أَهْلِ الْوِدَادِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِيِّهٖ وَرَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَأَصْحَابِهِ الْأَكْرَمِيْنَ الْأَمْجَادِ

قول التہیا موجود کردن و فراہم آوردن امجاد جمع مجد بمعنی بزرگی یعنی سپاس خدا راکہ موجود گردانید برائے بندگان از برکت خاصان خود کہ اہل دوستی اند وہمین مراد است از اخوت اسلامی و رحمت کاملہ نازل باد بر نبی و رسول او کہ محمد صلعم اند و آل و اصحاب او کہ بزرگتر اند و آوردن صلوة بعد الحمد اشارت است باتمام شکر حق باید دانست کہ صلوة اصلش صلوت بفتحات ثلثہ واو الف شد واین لفظ اسم تصلیہ است ولہذا مفعول مطلق صلی واقع شود و مشترک لفظے ست نزد عبد اللہ ابن عباس و تابعین ایشان کما ہو المشہور یعنی چون منسوب بخدا باشد برابر است کہ در کلام الہی بود یا در کلام

تہیا موجود کرنا اور جمع کرنا امجاد جمع مجد بمعنی بزرگی یعنی خدا کے لیے تعریف ہے جسنے اپنے بندون کے لیے خاص لوگون کی وجہ سے جو اہل محبت ہین برکت دی جس سے اخوت اسلامی مقصود ہے اور اسکے نبی و رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور اونکے آل و اصحاب پر جو سب سے بزرگ ہین رحمت کاملہ نازل ہو حمد کے بعد صلوة لانا اتمام شکر حق کی طرف اشارہ ہے جاننا چاہیے کہ صلوة کی اصل صلوت بفتحات ثلثہ ہے واو الف ہوگیا اور لفظ تصلیہ کا اسم ہی اور اسی لیے مفعول مطلق صلی واقع ہوتا ہے حضرت عبد اللہ ابن عباس اور انکے تابعین کے نزدیک مشترک لفظی ہی جیسا کہ مشہور ہے یعنی جب خدا کیطرف منسوب ہوگی خواہ اوس کے کلام مین ہو یا بندہ کے کلام مین

بنده مراد ازان رحمت است واگر منسوب بملائکه
باشد استغفار واگر به مومنین بود دعا وازهری در
تهذیب اللغات از ابن الاعرابی می آرد که اگر
از طیور وهوام بود تسبیح است وجزری در نهایه
می گوید معنی صلی الله علیه وسلم آن ست که حق
تعالے آنحضرت را در دنیا باعلاے ذکر وترقی
اسلام ودر عقبی به شفاعت امت وتضعیف ثواب
بر اعمال عظمت بخشد ومشترک معنوی ست نزد بعضے
محققین یعنی موضوع براے عطف وافادت الخیر
که مشترک است در معانی مذکوره کما ذهب الیه
صاحب المغنی وازین جاست که امام غزالی
می فرماید الصلوة موضوعة للقدر المشترک
للثلاثة المذکورة وهو الاعتناء بالمصلی
علیه انتهی ودر معنی این لفظ اختلافهاے
دیگر است که این رساله گنجایش آن ندارد وکتابت
الفش بواو شهرت دارد وصاحب جامع الرموز
در بیان این لفظ می نویسد الفها مبدلة عن
الواو ولم تکتب بها فی غیر القرآن کما
قال ابن درستویه ونبی یا مشتق است از نبا

تو رحمت مراد ہوگی اور اگر فرشتون کی طرف منسوب
ہوگی تو استغفار اور اگر مومنین کی طرف منسوب ہوگی
تو دعا۔ ازہری تہذیب اللغات مین ابن اعرابی سے
نقل کرتے ہین کہ اگر چڑیون کی طرف منسوب ہوگی
تو تسبیح اور علامہ جزری نہایہ مین لکھتے ہین کہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے یہ معنے ہین کہ خدا آنحضرت کو دنیا مین اعلاے ذکر
وترقی اسلام اور عقبی مین شفاعت امت وتضعیف ثواب
اعمال سے عظمت بخشی اور بعض محققین کے نزدیک مشترک
معنوی ہے یعنی عطف وافادۂ خیر کے لیے جو معانی مذکورہ
مین مشترک ہے بنایا گیا ہے یہی صاحب مغنی کا بھی مذہب
ہے اور یہین سے امام غزالی فرماتے ہین کہ صلوۃ
قدر مشترک ثلاثہ مذکورہ کے لیے موضوع ہے جو اعتنا
بالمصلے علیہ ہے انتہے اور اس کے معنون مین اور
بھی اختلاف ہے جس کی گنجایش اس رسالہ مین
نہین اور اوس کے الف کی کتابت واو سے مشہور ہے
صاحب جامع الرموز اس لفظ کے بیان مین لکھتے
ہین کہ اس کا الف واو سے بدل دیا گیا اور مع الالف
سوا قرآن کے سوا اور کہین نہین لکھا گیا جیسا کہ
ابن درستویہ نے کہا اور نبی یا نبا بمعنی رفع سے

بمعنی رفع و یا از انبا بمعنی اخبر و میان نبی و رسول
خصوص و عموم است هذا هو مذهب اهل السنة
والجماعة بدلیل قوله تعالی وما ارسلنا
قبلك من رسول ولا نبی صرح به الفاضل
اللاهوری فی بعض حواشیه و مذهب معتزله
آن ست که رسول و نبی متحد بالذات و مغایر
بالاعتبار والمفهوم اند یعنی ازین جهت که لفظ رسول و
ارسلنا وانچه مفید این معنی باشد در حق وے وارد
شده است رسول است وازین جهت که لفظ
نبی و مرادفش در شانش وارد گردیده نبی است
وازین جاست که علامه تفتازانی در شرح مقاصد
بتبعیت این قول قائل مساوات گردیده لیکن
ظاهر آیت مذکوره و قوله تعالی وکان رسولا نبیا
ازان انکار می کند و نزد بعضے رسول عام است از
نبی که انسان و فرشته هر دو را شامل است بخلاف
نبی که مخصوص است بانسان و مؤید این معنی است
قوله تعالی وکان رسولا نبیا و نزد بعضے بودن
کتاب و شریعت جدیده در مفهوم نبی شرط است
و برین تقدیر بینهما تباین باشد والتفصیل

مشتق ہے یا انبا بمعنی اخبر سے اور نبی و رسول مین
عموم و خصوص ہے جو اہل سنت و جماعت کا مذہب
ہے بدلیل آیت وما ارسلنا قبلك[1] جس کی
تصریح فاضل لاہوری نے اپنے بعض حواشی مین کی
اور معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ نبی و رسول ذاتاً ایک
اور مفہوماً غیر ہین یعنی اس لیے کہ لفظ رسول و ارسلنا
وغیرہ اوس کے حق مین وارد ہوے وہ رسول ہے
اور اس لیے کہ لفظ نبی اور اوسکے ہم معنے اوس کی
شان مین وارد ہوے نبی ہے۔ اور اسی لیے
علامہ تفتازانی شرح مقاصد مین ان کے قول
کو مان کر قائل مساوات ہوے مگر آیت مذکور
اور ظاہر آیت وکان رسولا نبیا اس کا منکر
ہے اور بعض کے نزدیک رسول نبی سے عام
ہے کیونکہ وہ انسان اور فرشتون دونون پر شامل
ہے بخلاف نبی کے جو انسان سے مخصوص ہے
جس کی مؤید آیت وکان رسولا نبیا
ہے اور بعض کے نزدیک جدید شریعت و کتاب کا
نہ ہونا مفہوم نبی مین مشروط ہے اور اس صورت
مین دونون مین فرق ہوگا جس کی تفصیل

[1] اور نہ بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی نبی اور نہ رسول ۱۲

في المطولات محمد وجه تسمیه آنحضرت باین اسم
مبارک وفور محمودیت ایشان بمجرد پیدایش است
وباب تفعیل از حمد مفید معنی مبالغه وکثرت می باشد
ولهذا فاضل اسفرایني در اطول می آرد که از حمد
دو اسم برای مبالغه اشتقاق یافته یکے محمد برای
مبالغه محمودیت دوم احمد برای مبالغه حامدیت
وآلہ لفظ آل اسم جمع است اصلش نزد سیبویه آل که
در اصل اہل بود بدلیل تصغیرش اہیل وھذا
ھو المشھور والمسلم عند البصریین ونزد کسائی
سر آمد کوفیان اصلش اول بالتحریک بدلیل تصغیرش
اویل وھذا ھو الموثوق عند الکوفیین
قال الکسائی سمعت اعرابیا فصیحا یقول
آل واویل واھل واھیل وھکذا نقل عن
الاصمعي ایضاً واین قول باعتبار قیاس اولی است
زیرا که خلاف قیاس برین مذہب لازم نمی آید
اما اھیل می تواند که تصغیر اہل باشد کما یدل علیه
قول الاعرابي المذکور بلکه بعضے از محققین برین معنی
تصریح کرده اند مثل فاضل چلپی که در منہیات
حواشی مطول می گوید قد سمع اویل في تصغیر آل

مطولات مین ہے۔ محمد۔ آنحضرت صلعم کی وجہ تسمیہ اِس
نام نامی سے بوجہ آپ کی وفور محمودیت پیدایشی کے
ہے اور حمد باب تفعیل سے مفید معنی مبالغہ وکثرت
کے ہے اسی لیے فاضل اسفراینی اطول مین لکھتے
ہین کہ حمد سے مبالغہ کے دو اسم مشتق ہوئے ایک
محمد مبالغۂ محمودیت کے لیے دوسرا احمد مبالغۂ حامدیت
کے لیے وآلہ لفظ آل اسم جمع ہے جس کی اصل
سیبویہ کے نزدیک آل ہے کہ اصل مین اہل تھا بدلیل
تصغیر اہیل اور یہی مشہور اور بصرہ والون کے نزدیک
مسلم ہے اور سرگروہ کوفیین کسائی کے نزدیک اسکی
اصل اَوَل بالتحریک بدلیل اوس کی تصغیر اویل کے
تھی اور یہی کوفیون کے نزدیک درست ہے کسائی نے
کہا کہ مین نے ایک فصیح اعرابی کو آل و اویل و اہل و اہیل
کہتے سنا اور ایسا ہی اصمعی سے بھی منقول ہے اور
یہ قول باعتبار قیاس اولے ہے کیونکہ یون خلاف قیاس
لازم نہین آتا ہے لیکن اہیل ممکن ہے کہ اہل کی تصغیر ہو
جس پر قول اعرابی دلالت کرتا ہے بلکہ بعض محققین
نے اسی کی تصریح کی ہے جیسے فاضل چلپی کہ منہیات
حواشی مطول مین لکھتے ہین کہ تصغیر آل اویل سنی گئی

وهذا دليل على ان الفه منقلبة عن الواو	جو اس بات کی دلیل ہے کہ اوس کا الف واو سے
واما اهيل تصغير اهل ولا داعي الى جعله	بدل دیا گیا مگر اہل کی تصغیر اہیل تو کوئی اس کے
تصغير آل ليكون الفه بدل همزة مبدلة	آل کی تصغیر ہونے کا مدعی نہین کہ اوس کا الف
بل لا دليل عليه انتهى بلفظه ومثل فاضل	بدل ہمزہ مبدلہ ہو بلکہ اس پر کوئی دلیل نہین انتہے اور
اسفرائني که در اطول می گوید فاهيل ليس تصغيرا	ایسے ہی فاضل اسفرائنی بھی اطول مین لکھتے ہین کہ
للاهل لا للآل ومثل علامهٔ ازهری که در	اہیل نہ تو اہل کی تصغیر ہے نہ آل کی یا علامۂ ازہری
تهذيب اللغات می آرد قال ابو العباس احمد	تہذیب اللغات مین لکھتے ہین کہ ابو العباس احمد بن
بن يحيى اختلف الناس في الآل فقال طائفة	یحیے نے کہا کہ آل مین اختلاف ہے بعض کے نزدیک
آل النبي من اتبعه قرابة كانت او غير	آل نبی وہ لوگ ہین جو قرابتہ یا غیر قرابتہ آپ کے تابع
قرابة واهله ذو قرابة تبعا او غير متبع و	ہون اور اہل وہ ہین جو آپ کے قرابت دار ہون
قالت طائفة الآل والاهل واحد واحتجوا	تابع ہون یا نہ ہون اور بعض کے نزدیک آل و اہل
بان الآل اذا صغر قيل اهيل لكان الهمزة	ایک ہین اون کی یہ دلیل ہے کہ آل کی جب تصغیر
هاء لقولهم هنرت الثوب وانرته اذا	کی جائیگی تو بوجہ ہمزہ کے ہا ہو جانے کے اہیل کہا
جعلت له علما قال وروى الفراء عن	جائیگا بسبب اون کے اس قول کے کہ ہنرت الثوب
الكسائي في تصغير آل اويل قال	الخ اور فرا نے کسائی سے آل کی تصغیر اویل روایت
ابو العباس فقد زالت تلك العلة وصار	کی ابو العباس نے کہا کہ پھر یہ علت زائل ہو گئی
الآل والاهل اصلين لمعنيين انتهى	اور آل و اہل دو معنون کی اصل ہو گئی انتہے
بالجمله تصنيفات مذكوره دلالت برين معنى دارند كه	بالجملہ تصنیفات مذکورہ اس پر دلالت کرتے ہین کہ
اهيل تصغير اهل است نه آل که تصغيرش اويل	اہیل اہل کی تصغیر ہے نہ آل کی جس کی تصغیر اویل

می آید و مؤیدِ این معنی است فرقے کہ میان آل
و اہل بوجوہِ عدیدہ ثابت شدہ اول آنکہ اضافت
آن مخصوص بذوی العقول است پس مضاف
نمی شود بسوے اللہ و حق و زمان و مکان و معانی
و حرفہ و لہذا آل الحق و آل المصر و آل الزمان
و آل العلم و الاسلام و آل التجارۃ مستعمل نہ شود
بخلاف اہل فانہ اعم ہکذا فی حاشیۃ چلپی
و ابی القاسم علی شرح التلخیص و غایۃ الهدایۃ
علی شرح ہدایۃ الحکمۃ منفرقاً دوم آنکہ
اضافتش از میان ذوی العقول مخصوص بہ ذکور
است و لہذا آل فاطمہ نمی گویند بخلاف اہل
کذا فی منہیۃ حاشیۃ فاضل الچلپی سوم آنکہ اضافتش
از میان ذکور باشراف و ارباب عظمت مخصوص
است و لہذا آل حائک آل حجام نیاید بخلاف
اہل و ہذا فی کثیر من الکتب چہارم آنکہ
اضافتش بسوے ضمیر غیر مستحسن و نادر و لہذا
در کلام مجید نیامدہ و در احادیث بطور ندرت دیدہ
شد بلکہ نزد کسائی و ابوبکر زبیدی ممنوع مگر تحقیق
آن ست کہ اضافتش بسوے مضمر در کلام مجید

آتی ہے اور اس کی تائید اوس فرق سے ہوتی ہے
جو آل و اہل مین کئی وجہون سے ہے اول یہ کہ
آل کی اضافت ذوی العقول سے مخصوص ہے
لہذا وہ اللہ و حق و زمان و مکان و معانی و پیشہ
کی طرف مضاف نہوگا اور اسی لیے آل حق و آل مصر
و آل زمان و آل علم و اسلام و آل تجارت مستعمل نہوگا
بخلاف اہل کے کہ وہ اعم ہے ایسا ہی حاشیہ چلپی و
حاشیہ ابی القاسم بر شرح تلخیص و غایۃ الهدایۃ حاشیہ
شرح ہدایۃ الحکمۃ مین متفرقاً ہے دوسرے یہ کہ اسکی
اضافت ذوی العقول مین ذکور سے مخصوص ہے اور
اسی لیے آل فاطمہ نہین کہتے بخلاف اہل کے جیسا کہ منہیہ
حاشیۂ فاضل چلپی مین ہے تیسرے یہ کہ اوس کی
اضافت ذکور مین شریفون اور بزرگون سے مخصوص
ہے اور اسی لیے آل حائک و آل حجام نہین آتا بخلاف
اہل کے اور یہ بہت سی کتابون مین ہے چوتھے یہ کہ
اوس کی اضافت ضمیر کی طرف کم اور ناجائز ہے اور اسی
لیے کلام مجید مین نہین ہے اور احادیث مین بھی کم
ہے بلکہ کسائی و ابوبکر زبیدی کے نزدیک ممنوع ہی مگر
تحقیق یہ ہے کہ مضمر کی طرف اسکی اضافت کلام مجید مین

ثابت است چنانکه فاضل چلپی در منهیه شرح از
مرادی شرح الفیه نقل کرده وحق بجانب اوست
لما روی عن افصح العرب والعجم صلی الله
علیه وسلم الی کل مومن تقی الی یوم القیامة
رواه التمام فی فوائده کذا فی الشمنی و ازین
تحقیق ثابت شد که قول بعض اضافت آل
بسوے مضمر در حدیث نیامده غلط است اگر
پرسند چون اضافت آل مخصوص باشراف و ارباب
عظمت است باید که تصغیرش نیاید زیرا که تصغیر
دلالت بر حقارت کند جوابش آنکه این دلالت
مطلقاً مسلم نیست بلکه ممکن که برائے عظمت باشد
وبر تقدیر تسلیم از حقارت آل حقارت مضاف الیه
آن که عظمتش مقصود است لازم نمی آید ولو فرض
حقارت من وجه منافی عظمت بوجه دیگر نیست
زیرا که عظمت مراتب دارد وهذا مما یتعلق به لفظاً
واما باعتبار معنی دران پنج مذهب است اول
یعنی اتباع وهو مذهب جابر بن عبد الله
وسفیان الثوری ومختار بعض اصحاب
الشافعی والمرجح عند النووی والازهری

ثابت ہے جیسا کہ فاضل چلپی نے منہیہ میں مرادی
شرح الفیہ سے نقل کیا اور حق بجانب بھی وہی ہے
چنانچہ افصح العرب والعجم صلعم سے مروی ہے کہ میری
اولاد ہر مومن متقی ہے قیامت تک اس کو تمام نے
اپنے فوائد میں روایت کیا جیسا کہ شمنی میں ہے اس
تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ بعض کا یہ قول کہ اضافت
آل مضمر کی طرف حدیث میں نہیں آئی غلط ہے اگر
کہیں کہ جب آل کی اضافت شریفوں اور بزرگوں سے
مخصوص ہے تو اسکی تصغیر نہ آنا چاہیے کیونکہ تصغیر حقارت
پر دلالت کرتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دلالت
مطلقاً مسلم نہیں بلکہ ممکن ہے کہ عظمت کے لیے ہو
اور اگر ہو بھی تو حقارت آل سے حقارت مضاف الیہ
جس کی عظمت مقصود ہے لازم نہیں آتی علاوہ اس کے
ایک وجہ سے حقارت دوسری وجہ سے عظمت کی
منافی نہیں کیونکہ عظمت کے مراتب ہیں اور یہاں
سے لفظاً متعلق ہے مگر معنے اوس میں پانچ مذہب
ہیں اول یعنی اتباع جو جابر بن عبد اللہ و سفیان
ثوری اور بعض اصحاب شافعی کا مذہب و مختار
ہے اور نووی و ازہری کے نزدیک مرجح

دوم بنو ہاشم و بنو المطلب وهومذهب الشافعی	دوسرے بنی ہاشم و بنو مطلب بر مذہب شافعی
سوم بنو ہاشم فقط و هومذهب امامنا	تیسرے صرف بنو ہاشم ہمارے امام اعظم اور بعض مالکیہ
الاعظم و مختار بعض المالکیۃ چہارم	کے نزدیک چوتھے آنحضرت صلعم کی بیبیان و بیٹیان
ازواج و بنات و داماد آنحضرت و اولاد اوشان	و داماد و اولاد اور بعض کے نزدیک خادم بھی پانچوین
و نزد بعضے خدم نیز پنجم اہلبیت است بالجملہ معنی	اہل بیت بالجملہ پہلے معنی آل حسبی اور باقی آل نسبی
اول مصداق آل حسبی است و باقی مصداق	کے مصداق ہین اور کیا خوب کہا گیا ہے کہ جس طرح
آل نبی و لنعم ما قیل چنانکہ زکوۃ و صدقہ مال	زکوۃ و صدقہ مال آل نبی پر حرام ہے اوسی طرح صدقہ
آل نبی حرام است صدقہ علم کہ عبارت از تقلید	علم یعنی علوم مین تقلید اون کی آل حسبی یعنی علماء
در علوم است بر آل حسبی او کہ علماء راسخین و	راسخین و اولاد روحانی پر حرام ہے پھر حضرت
اولاد روحانی اوست حرام است و چون مصنف از	مصنف نے حمد و صلوۃ سے فارغ ہو کر اس تالیف
حمد و صلوۃ فارغ شد شروع کرد در بیان نیت خویش	شریف سے جو اپنی نیت تھی وہ بیان کرنا شروع
درین تالیف منیف پس فرمود	کی لہذا فرمایا۔

ثُمَّ اِنَّ اِيْثَارِيْ لِهَدْيِ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ وَمَحَبَّتِيْ لَهُمْ بِشَرَفِ حَالِهِمْ وَصِحَّةِ طَرِيْقِهِمْ الْمَبْنِيَّةِ عَلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ الْمُحَقَّقِ بِهَا مِنَ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ ذِي الْفَضْلِ وَالْمِنَّةِ

اول یعنی اختیار من راہ نیک و سیرت این قوم را	یعنی مین نے جو ان کے عادات اختیار کیے یا مجھے
و محبت من با وشان از انست کہ دانا ام از بزرگی	اون سے محبت ہے وہ اس سبب سے کہ مین
حال و صحت طریقہ آنہا کہ مبنی بر کتاب و	اون کی بزرگی اور صحت طریقہ سے جو کتاب اللہ
سنت است کہ ثابت است از خدائے بزرگ	سے ثابت اور سنت رسول اللہ پر مبنی ہے زیادہ
صاحب فضل و احسان۔	واقف ہون۔

قوله حدانی ان اذب عن هذه العصابة بهذه الصبابة

اقول یعنی انگیخت مرا و باعث شد و عصابه یک نوعے از جامه که بدان سر بندند و دستار را نیز گویند و گروہے از مردم و مراد این جا همین گروه صوفیه است و صبابه بالضم بقیهٔ آب در ظرف و مقصود ازو این جا همین کتاب است و ذب یعنی نرم رفتن یعنی خواستم که به نرمی دفع کنم ازین جماعت صوفیه صافیه باین کتاب و بنمایم طالب را که صوفی کیست و تصوف چیست و ماهیت آن چه والله عنده ام الکتاب

یعنی مجھکو آمادہ کیا اور باعث ہوا۔ عصابہ بالسر وہ کپڑا جس سے سر باندھتے ہین اور پگڑی کو بھی کہتے ہین اور آدمیون کا گروہ یہان گروہ صوفیہ ہی مراد ہے اور صبابہ بالضم پیالے مین بچا ہوا پانی جس سے یہان مراد یہی کتاب ہے اور ذب نرم چلنا یعنی مین نے چاہا کہ بہ نرمی اس کتاب مین صوفیہ صافیہ پر سے اعتراضات دفع کرون اور طالب کو بتاؤن کہ صوفی کون اور تصوف اور اوس کی ماہیت کیا ہے

قوله وألفت ابوابا فی الحقایق والآداب معربة عن وجه الصواب فیما اعتمدوه مشعرة بشهادة صریح العلم فیما اعتقدوه

اقول و جمع کنم ابواب در بیان حقایق و آداب که ظاهر کنند وجه صواب و حق دران شے که ایشان را اعتماد بروست مخبره بشهادت صریح علم معتقدات آنحضرات را و علم دو قسم است اول علم بالله که بلا واسطه حاصل شود نه علم النفس و همین علم وراثت است و مخصوص بصوفیه که وعلمناه من لدنا علما دیگرے علم ببرهان قاطع

اور حقایق و آداب کے بیان مین ابواب جمع کرون جو اون کے معتمدات صحیح ہونے کو ظاہر کردین اور اون کے معتقدات کی صریحی شہادت دین اور علم کی دو قسمین ہین علم باللہ جو بلا واسطہ حاصل ہو نہ علم نفس اور یہی علم وراثت مخصوص بہ صوفیہ ہے کہ علمناہ[1] من لدنا علما اور علم بہ برہان قاطع

[1] اور سکھایا ہمنے اوسکو اپنے پاس سے علم ۱۲

کہ قرآن و حدیث و اجماع و قیاس است این
عام است برای عام در ان شی کہ او شان را
اعتقاد است اکنون سبب تالیف می نگارد و می فرماید

یعنی قرآن و حدیث و اجماع و قیاس سے اور
یہ عام کے لیے اون کے اعتقادیات مین عام ہے
اب سبب تالیف لکھتے اور فرماتے ہین۔

قوله حيث كثر المتشبهون بهم واختلفت احوالهم وتستر بزيهم المتسترون وفسدت اعمالهم وسبق الى قلب من لا يعرف اصول سلفهم سوء ظن وكاد لا يسلم من دقيقة فهم وطعن ظنا منه ان حاصلهم راجع الى مجرد رسم وعائد الى مطلق اسم

اقول التستر در پردہ شدن یعنی چونکہ متشبہ با ایشان
بسیار شدند و احوال شان مختلف شد و پردہ
پوشیدند بلباس ایشان ناکسان و تباہ
شدند اعمال آنہا و بدگمان شد آن کہ نمیداند
اصول بزرگان سلف را و قریب است کہ
تسلیم نہ کند از طعن کردن در انہا باین خیال کہ
حاصل صوفیہ راجع بہ مجرد رسم و عائد بمطلق اسم است
خلاصہ این کہ اکنون بفساد زمان و تغیر اخوان
ماند ازین طریق حق و ظہور سوء ظن از تصوف صرف
نام و نشان باقی ماندہ است صوفی و متصوف
کجا قول حسن بصری راست آمدہ است کہ مسلمانان
در گور و مسلمانی در کتاب پس از تالیف این

تستر چھپنا یعنی چونکہ ان سے مشابہ لوگ بہت ہوگئے
اور اون کے حالات مختلف ہوے اور ان کے لباس
مین نالایق لوگ آکر چھپے اور اون کے اعمال تباہ
ہوے اور کچھ دور نہین کہ بزرگون کے اصول سے
ناواقف شخص بدگمان ہوکر طعن سے یہ کہنے لگے
کہ مقاصد صوفی صرف رسم و خصوصیات اور محض
برائے نام ہین غرضکہ اب زمانہ کی خرابی اور اخوان
طریقت کی تباہی اور تصوف کی بربادی و بدگمانی
سے اس کا صرف نام و نشان باقی رہ گیا ہے
صوفی کون و متصوف کہان حضرت حسن بصری
کا ارشاد درست ہے کہ مسلمان قبر مین اور
مسلمانی کتاب مین ہے تو اس تالیف سے

مولف خواست کہ حق را ظاہر و باطل را منسخ گرداند اللّٰھم احفظنا واجعلنا من احبائک واصفیائک

مولف نے حق کو ظاہر اور باطل کو منسخ کرنا چاہا یا الٰہی ہم کو محفوظ رکھ اور زمرۂ احباب و اصفیا مین داخل کر

قوله وما حضرني فيه من النية ان اكثر سواد القوم بالاعتزاء الى طريقهم والاشارة الى احوالهم وقد ورد من كثر سواد قوم فهو منهم وارجوا من الله الكريم صحة النية فيه وتخليصها من شوائب النفس

اقول الاعتزاء الانتساب یعنی نیت و قصد من آنچہ کہ درین ہنگام تالیف است این است کہ بسیار کنم سواد قوم را بہ نسبت کردن سوے طریقہ شان و ایما باحوال آنہا کہ داخل در مصداق حدیث شوم کہ ہر کہ بسیار کند سواد یعنی آثار قوم را پس او از اوشان است و در اوشان شمار کردہ خواہد شد و امیدوارم از خدائے بزرگ آیندہ صحیح ماندن نیت را درین تالیف و خلاصی آن از آمیزشہائے نفس لان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربي۔

اعتزاء انتساب یعنی میری نیت اس تالیف سے یہ ہے کہ مین سواد قوم اون کے طریقے اور حالات لکھکر بڑھاؤن تاکہ اس حدیث کا مصداق ہو جاؤن کہ جو شخص آثار قوم بڑھائے وہ اونھین مین گنا جائے گا اور مین خدا سے اس تالیف مین آیندہ بھی نیت آمیزش نفس سے خالی اور صحیح رہنے کا امیدوار ہون کیونکہ نفس برائی ہی سکھاتا ہے بجز اوس کے جس پر خدا رحم کرے۔

قوله وكل ما فتح الله تعالى علي فيه منح من الله الكريم وعوارف واجل المنح عوارف المعارف

اقول عوارف جمع عارفہ بمعنے عطیہ معارف جمع معرفت بمعنی شناخت و مراد از عوارف اینجا نام کتاب است یعنی وہمہ آنچہ کہ حق بر من کشاد درین

عوارف جمع عارفہ یعنی عطیہ اور معارف جمع معرفت یعنی پہچان یہان عوارف سے نام کتاب مراد ہے یعنی جو کچھ خدا نے مجھ پر اس

تالیف احسان است از و واجلّ واعظم بخشش
عوارف المعارف است۔

تالیف مین ظاہر کیا وہ اوس کا احسان ہے اور
سب سے بڑی بخشش عوارف المعارف ہے

قوله والکتاب یشتمل علی نیف وستین بابًا

اقول النیف الزیادة علی العقدة ما لم
یبلغ العقدة کذا فی صحف اللغة یعنی این
کتاب شامل بر شصت وچند باب است

نیف وس پر زیادتی کو کہتے ہین جب تک وہ دہائی تک
نہ پہونچے جیسا کہ صحف اللغت مین ہے یعنی یہ کتاب
ساٹھ اور چند بابون پر شامل ہے

قوله واللہ الموفق

اقول یعنی اللہ توفیق دہندہ است توفیق در
لغت بمعنی دست دادن کسے را بکارے و در
اصطلاح متوجہ کردن اسباب بحصول مطلوب
خیر و این تخصیص خیر از شر باعتبار عرف است نہ
لغت و فہرست کتاب این است باب اول در
منشأ علوم صوفیہ باب دوم در تخصیص صوفیہ
بحسن استماع باب سوم در بیان فضیلت علم صوفیہ
و اشارت بقدرے از آن باب چہارم در شرح
حال صوفیہ و اختلاف طریقہ شان باب پنجم در
ذکر ماہیت تصوف باب ششم در ذکر تسمیہ شان
باین اسم عالی باب ہفتم در متصوف و متشابہ بصوفی
باب ہشتم در ذکر ملامتی و شرح حال او و باب نہم در

یعنی اللہ ہی توفیق دینے والا ہے توفیق کے
لغوی معنے ہاتھ بٹانے کے ہین اور اصطلاحی معنے
اچھی بات کے حاصل کرنے کے لیے اسباب جمع
کرنا اور شر سے خیر کی تخصیص عرفی ہے نہ لغوی۔
فہرست کتاب یہ ہے۔ پہلا باب منشأ علوم
صوفیہ مین دوسرا باب تخصیص صوفیہ بحسن
استماع تیسرا باب فضیلت علم صوفیہ کے متعلق
چوتھا باب حال صوفیہ اور اون کے اختلاف
طریقہ کی شرح مین پانچوان باب ماہیت تصوف کے ذکر
مین چھٹا باب اونکے اس نام نامی سے موسوم ہونیکے
بیان مین ساتوان باب متصوف و متشابہ بصوفی کے بیان مین
آٹھوان باب ملامتی اور اسکے حال کی شرح مین نوان باب

ذکر آنانکہ منسوب می کنند خود را بصوفیہ و حالانکہ
صوفی نیستند باب ۱۰ دہم در شرح رتبۂ مشیخت باب ۱۱
یازدہم در شرح حال خادم و شبہ بخادم باب
۱۲ دوازدہم در شرح خرقۂ مشایخ صوفیہ باب ۱۳ سیزدہم در
فضیلت ساکنان رباط باب ۱۴ چہاردہم در مشابہت
اہل رباط بہ اہل صفہ باب ۱۵ پانزدہم در خصایص
اہل رباط با عہد و پیمان باہمی باب ۱۶ شانزدہم در
اختلاف احوال مشایخ در سفر و حضر باب ۱۷ ہفدہم در
این کہ مسافر بسوے چہ چیز محتاج است در فرایض
و فضایل باب ۱۸ ہیژدہم در قدوم یعنی بازآمدن از
سفر و داخل شدن در رباط باب ۱۹ نوزدہم در ذکر حال
صوفی متسبب باب ۲۰ بستم در شرح حال آن کہ متجرد
از فتوح باب ۲۱ بست و یکم در شرح حال متجرد و
متاہل از صوفیہ و صحت ۔ مقاصد شان
باب ۲۲ بست و دوم در قبول سماع قبولاً و ایثاراً
باب ۲۳ بست و سوم در رد و انکار سماع باب
۲۴ بست و چہارم در سماع ترفعاً و استغناءً باب ۲۵ بست و
پنجم در سماع تادباً و اعتناءً باب ۲۶ بست و ششم در
خاصیت اربعینات کہ معاہدہ صوفیہ است

اون لوگون کے ذکر مین جو خود کو صوفی کہتے ہین حالانکہ
صوفی نہین ہین دسوان باب مرتبۂ مشیخت کی شرح
مین گیارھوان باب خادم و مشابہ بخادم کی شرح
مین بارھوان باب خرقۂ مشایخ صوفیہ کی شرح مین
تیرھوان باب ساکنان رباط کی فضیلت مین چودھوان
باب اہل صفہ سے اہل رباط کی مشابہت کے ذکر مین
پندرھوان باب خصایص اہل رباط باہمی عہد و پیمان مین
سولھوان باب مشایخ کے حالات سفر و حضر مختلف ہونیکے
بیان مین سترھوان باب یہ کہ مسافر فرایض و فضائل مین
مین کن کن چیزون کا محتاج ہے ۔ اٹھارھوان
باب سفر سے رباط مین واپس آنے کے بیان
مین انیسوان باب صوفی متسبب کے حال
مین بیسوان باب فتوح کھانے والے کے بیان
مین اکیسوان باب صوفی مجرد و متاہل اور اونکی
صحت مقاصد کے بیان مین بائیسوان باب
قبول سماع مین تیئسوان باب رد و انکار سماع
مین چوبیسوان باب ترفع و استغنا از سماع مین
پچیسوان باب سماع مین بلحاظ ادب و اعتنا چھبیسوان
باب صوفیہ کے مقررہ چلون کی خاصیت مین

باب بست وهفتم در ذکر فتوح اربعین باب
بست وهشتم در کیفیت دخول در اربعین باب
بست ونهم در ذکر اخلاق صوفیه وشرح خلق
باب سی ام در ذکر تفاصیل اخلاق صوفیه باب
سی ویکم در ذکر ادب ومقام آن از تصوف باب
سی ودوم در آداب حضرت الٰهیت برای اہل
قرب باب سی وسوم در آداب طہارة ومقدمات
آن باب سی وچہارم در آداب حضور واسرار آن
باب سی وپنجم در آداب اہل خصوص وصوفیه باب
سی وششم در فضیلت صلوٰة باب سی وہفتم در
وصف صلوٰة اہل قرب باب سی وہشتم در ذکر
آداب صلوٰة واسرار آن باب سی ونہم در فضل
صوم وحسن اثر آن باب چہلم در احوال صوفیه در
صوم وافطار باب چہل ویکم در آداب صوم ومقاصد
او باب چہل ودوم در ذکر طعام وانچه در وی است از
مصالح ومفاسد. باب چہل وسوم در آداب خوردن
باب چہل وچہارم در ذکر آداب صوفیه در لباس و
مقاصد شان در آن باب چہل وپنجم در فضل ذکر
وقیام لیل وآداب نوم باب چہل وششم در ذکر

ستائیسوان باب چله کی فتوح مین اٹھائیسوان باب
چله مین داخل ہونے کی کیفیت انتیسوان باب اخلاق
صوفیه اور شرح خلق مین تیسوان باب ذکر تفصیل
اخلاق صوفیه مین اکتیسوان باب ادب مقام ادب
صوفی کے ذکر مین بتیسوان باب آداب حضرت الٰہیت
جو اہل قرب کے لیے ہین تینتیسوان باب آداب
مقدمات طہارت کے بیان مین چونتیسوان باب
آداب واسرار وضو مین پینتیسوان باب آداب
اہل خصوص وصوفیه مین چھتیسوان باب فضیلت
نماز مین سینتیسوان باب وصف نماز اہل قرب
مین اڑتیسوان باب ذکر آداب واسرار نماز
مین انتالیسوان باب روزه کی بزرگی اور اوس کے
حسن اثر کے بیان مین چالیسوان باب صوفیه کے
حالات روزه وافطار مین اکتالیسوان باب روزه کے
مقاصد وآداب مین بیالیسوان باب کھانے اور اوسکے
مصالح ومفاسد کے بیان مین تینتالیسوان باب کھانے کے
آداب مین چوالیسوان باب آداب ومقاصد لباس صوفیه
کے بیان مین پینتالیسوان باب شب بیداری کی
فضیلت اور سونے کے آداب مین چھیالیسوان باب

قوله فهذه الأبواب حررت بعون الله تعالى مشتملة على بعض علوم الصوفية و احوالهم و مقاماتهم و آدابهم و اخلاقهم و غرائب مواجيدهم و حقائق معرفتهم و توحيدهم و دقيق اشاراتهم و لطيف اصطلاحاتهم

اقول پس این بابها اند که نوشتم به توفیق حق
شامل بر بعض علوم و احوال صوفیه زیراکه
علوم و کمالات صوفیه دریاے ناپیداکنار
است عبور آن بجز ناخداے کشتی شکستگان
حدوث و امکان دیگرے را میسر
نیست ـ

تو یہ وہ باب ہین جن کو مین نے بتوفیق الٰہی بعض علوم
و احوال و مقامات و آداب و اخلاق و وجدان و
حقایق و معارف و توحید و اشارات دقیق و اصطلاحات
لطیف حضرات صوفیہ پر لکھا کیونکہ علوم و کمالات
حضرات صوفیہ دریاے ناپیداکنار ہین جس سے عبور سوا
مدد اوس ناخداے کشتی شکستگان حدوث و امکان کی میسر نہین

قوله فعلومهم كلها انباء عن وجدان و اعتزاء على عرفان

اقول الانباء الاخبار یعنی علوم صوفیه مخبر اند
از وجدان نه برهان و نسبت کننده اند بعرفان
مصدر بمعنی اسم فاعل است ـ

انبا بمعنی اخبار یعنی علوم حضرات صوفیہ وجدان سے
مخبر اور عرفان سے منسوب ہین نہ برہان سے مصدر
اسم فاعل کے معنے مین ہے

قوله و ذوق تحقق بصدق الحال و لم يف باستيفاء كنهه صريح المقال

یعنی و علوم شان ذوق است و ثابت شده
بصدق حال و نه کفایت کرده است باستیفاء او
گفتگوی صریح یعنی بعبارت صاف بیان آن تمام
و کمال نمی شود و مراد از ذوق چیزیست که حاصل
شود از ثمرات تجلی و نتایج و حال انچه فرود آید بر قلب

یعنی اون کے علوم ذوقی اور سچے ہین نہ کہ پورے طور
پر بیان کرنے کو صریح گفتگو کافی نہین یعنی صاف
عبارت مین اوس کا پورا بیان نہین ہوسکتا
اور ذوق وہ ہے جو ثمرات تجلی و نتایج کشف
سے حاصل ہو اور حال وہ ہے جو دل پر

از مسرت و انشراح و حزن و قبض و بسط و خوف
و رجا و ارادہ و طلب و شوق از کشف انوار و
ذوق اسرار ورنہ محض وسوسۂ خیال است و
تحقیق انیق این از کتب باید طلبید مختصر مناسب
مقام آنکہ بعضے گفتہ اند کہ التجلی رفع حجب
البشریۃ لان یںور ذات الحق و تجلی سہ
قسم است یکے تجلی ذات و علامتش اگر از بقائے
وجود سالک چیزے ماندہ باشد فنائے ذات و
تلاشی صفات است در سطوات انوار و آن را صعقہ
گویند چون حال موسی کہ او را بدین تجلی از خود بستند
و فانی کردند فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ
دکا و خر موسی صعقا چون از حق سبحانہ
طلب رویت و مشاہدۂ ذات کرد و ہنوز بہ بقا
بعد الفنا نہ رسیدہ و بقایائے صفات وجودش
برقرار بود بدلالت ارنی بوقت تجلی نور ذات
طور نفس وجودش متلاشی و مندک گشت و بقیۂ
کہ طلب رویت و مشاہدہ بود برخاست و اگر
از بقایائے وجود فانی بکلی منخلع شدہ باشد
و حقیقتش بعد از فنا وجود به بقا مطلق واصل گشتہ

بوجہ مسرت و انشراح و حزن و قبض و بسط و خوف و رجا
و ارادہ و طلب و شوق کشف انوار و ذوق اسرار نازل ہو
ورنہ محض وسوسۂ خیال ہے جسکی پوری تحقیق کتابون
مین دیکھنا چاہیے مختصر مناسب مقام یہ ہے کہ بعض کہتے
ہین کہ تجلی رفع حجابات بشریت ہے تاکہ ذات حق روشن
ہوجاے اور تجلی کی تین قسمین ہین ایک تجلی ذاتی
جس کی علامت یہ ہے کہ اگر کچھ بھی وجود سالک
باقی رہ گیا تو سطوات انوار مین فنائے ذات و
تلاشی صفات ہے اور اس کو صعقہ کہتے ہین جس طرح
حضرت موسے علیہ السلام اس تجلی سے بیخود و فانی
ہوگئے جب اوسکے رب نے پہاڑ پر تجلی کی تو اوسے
ریزہ ریزہ کردیا اور موسے بیہوش ہوکر گرے چونکہ خدا
سے اونھون نے رویت و مشاہدۂ ذات چاہا تھا
اور مرتبۂ بقا بعد الفنا پر پہونچے نہ تھے اور بدلالت ارنی
بقایائے صفات وجود برقرار تھے نور ذات کی تجلی سے
طور نفس وجود ریزہ ریزہ ہوگیا جو کچھ مشاہدہ و رویت
کی طلب باقی تھی وہ جاتی رہی اور اگر وجود
فانی کچھ بھی باقی نہ رہا اور اوس کی حقیقت
فنا ہوکر وجود باقی سے مل گئی —

بنور ازلی ذات ازلی را مشاہدہ کند این خلعتی است
خاص کہ رسول اللہ صلعم را بخشیدند و شربتی است
خاص کہ او را چشانیدند و از صبابات این جام
خاص جرعہ در کام جان متابعان او ریختند تا
فرمود صلعم کہ اُعْبُدِ اللّٰهَ کَاَنَّكَ تَرَاهُ و این معنی
اقتضاے تفضیل ولی بر نبی نمی کند چہ ولی این
مرتبہ بخود نیابد بلکہ بکمال متابعت رسول یابد
عبد اللہ ابن عمر مشغول در طواف بود یکے بروے
سلام کرد جواب نہ داد بعد از آن با وے اظہار
شکایت کرد عبد اللہ گفت کنا نری اللہ فی
ذلك المكان قسم دوم تجلی صفات است و
علامت آن اگر ذات قدیم بصفات جلال تجلی
کند از عظمت و قدرت و کبریا و جبروت خشوع و
خضوع بود اذا تجلى الله لشيء خضع له
و اگر بصفات جمال تجلی کند از رافت و رحمت و
لطف و کرامت انس و سرور بود و معنی این نہ آنست
کہ ذات ازلی تعالے و تقدس بہ تبدل و تحول
موصوف بود تا وقتی بصفت جلال و وقتی بصفت جمال
متجلی شود لیکن بمقتضاے مشیت و خلاف استعداد

تو نور ازلی سے ذات ازلی کا مشاہدہ کریگا اور یہ وہ خاص
خلعت ہے جو رسول اللہ صلعم کو عطا فرمایا گیا اور وہ
مخصوص شربت ہے جو اونھیں کو پلایا گیا اور اوسی کے
چند گھونٹ اونکے تابعین کو پلائے گئے آنحضرت صلعم نے
فرمایا کہ خدا کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اوسکو دیکھتے ہو اور
اس سے ولی کی فضیلت نبی پر نہین پائی جاتی کیونکہ
ولی کو یہ مرتبہ خود نہین ملتا بلکہ آنحضرت صلعم کی کمال
متابعت سے ملتا ہے حضرت عبد اللہ بن عمر ایک
وقت طواف کعبہ کر رہے تھے کسی نے اونھین سلام
کیا اونھون نے جواب نہ دیا دوسری بار اوسکی شکایت کرنے پر
فرمایا کہ مین اللہ کو اس مکان مین دیکھ رہا تھا دوسری قسم تجلی
صفات ہے جسکی علامت یہ ہے کہ اگر ذات قدیم بصفات
جلال یعنی عظمت قدرت و کبریا و جبروت متجلی ہو تو خضوع
و خشوع ہوتا ہے اللہ جب کسی چیز پر تجلی کرتا ہے تو وہ اوسکے
لیے پست ہو جاتی ہے اور اگر بصفات جمال یعنی رافت و
رحمت و لطف و کرامت تجلی کرتا ہے تو انس و سرور ہوتا ہے
جسکے معنے یہ نہین ہین کہ ذات ازلی تبدل و تحول سے
موصوف ہو کر کبھی بہ جلال اور کبھی بجمال متجلی ہوتی
ہے بلکہ بہ مقتضاے مشیت و اختلاف استعداد

گاہے صفت جلال ظاہر بود و صفت جمال
باطن و گاہے برعکس قسم سوم تجلی افعال است و علامت
آن قطع نظر از افعال خلق و اسقاط اضافت خیر
و شر و نفع و ضر و استوا و مدح و ذم و قبول و رد خلق
بود چہ مشاہدہ مجرد فعل الٰہی سالک را از اضافت
احوال بخود معزول گرداند و اول تجلی کہ بر سالک
آید در مقامات سلوک تجلی افعال بود آنگاہ تجلی
صفات و بعد ازان تجلی ذات زیرا کہ افعال آثار
صفات اند و صفات مندرج ذات پس افعال
بخلق نزدیک تر از صفات بود و صفات نزدیکتر
از ذات و شہود تجلی افعال را محاضرہ خوانند و
شہود تجلی صفات را مکاشفہ و شہود تجلی ذات را
مشاہدہ و مشاہدہ حال ارواح است و مکاشفہ
حال اسرار و محاضرہ حال قلوب و بعضے گفتہ اند

علامۃ تجلی الحق للاسرار ھوان لا یشھد

السر ما یتسلط علیہ التعبیر و یحومہ

الفھم فمن عبّر او فھم فحاضر استدلال

لا ناظر اجلال و مشاہدہ از کسے درست می آید

کہ بوجود مشہود قایم بود نہ بخود چہ حدثانے را طاقت

کبھی صفت جلال ظاہر ہوتی ہے اور صفت
جمال باطن اور کبھی برعکس تیسری قسم تجلی افعال
ہے جس کی علامت یہ ہے کہ افعال خلق سے قطع نظر
ہو اور اضافت خیر و شر و نفع و ضر ساقط ہو جائے اور
قبول و رد خلق کی پروا نہ رہے کیونکہ صرف فعل الٰہی کا
مشاہدہ سالک کو اپنی جانب حالات منسوب کر دینے سے
معزول کر دیتا ہے سالک پر مقامات سلوک مین
پہلے تجلی افعالی ہوتی ہے پھر صفاتی پھر ذاتی کیونکہ
افعال آثار صفات اور صفات شامل ذات ہین تو
افعال صفات سے قریب اور صفات ذات مین شامل
ہین شہود تجلی افعالی کو محاضرہ اور شہود تجلی صفاتی
کو مکاشفہ اور شہود تجلی ذاتی کو مشاہدہ کہتے
ہین مشاہدہ ارواح کا اور مکاشفہ اسرار کا اور
محاضرہ قلوب کا حال ہے اور بعضون کے نزدیک

اسرار پر تجلی حق کی علامت یہ ہے کہ سر اوس کے

مشاہدہ کی تعبیر نہ کر سکے اور نہ سمجھ مین وہ آوے

توجس نے تعبیر کی یا سمجھا وہ حاضر استدلال ہے

نہ ناظر اجلال اور مشاہدہ حقیقی وہ ہے جو بوجود
مشہود قایم ہو نہ بخود کیونکہ حادث کو طاقت

تجلی نور قدم نتواند بود تا شاہد در مشہود فانی نشود
و بدو باقی نگردد مشاہدۂ او نتواند کرد آوردہ اند کہ
قومے از قبیلۂ مجنون بعد از مشاہدۂ آثار حرقت
فراق و شدت اشتیاق بر چہرۂ حال مجنون روزے
بشفاعت بسوے قبیلۂ لیلے رفتند و گفتند
چہ شود اگر لحظۂ دیدۂ مجنون بہ مشاہدۂ
جمال لیلے منور گردد قوم گفتند ازین قدر
خستۂ نیست ولیکن مجنون خود طاقت دیدار
لیلے ندارد آخر او را حاضر کردند و گوشۂ خرگاہ
لیلے بر داشتند نظرش بر عطف دامن لیلے
افتاد بیہوش گردید فی الجملہ ہر گاہ حق
بافعال خود متجلی شود افعال خلق در ان
مستتر گردند و ہر گاہ بہ صفات متجلی بود صفات
و افعال خلق ہر دو مستتر گردند و ہر گاہ بذات متجلی
شود ذات و صفات و افعال خلق ہر سہ مستتر
گردند و حکیم مطلق از جہت عالم حکمت و توسیع
آثار رحمت بر خواص حضرت خود بقایاے صفات
نفوس کہ منشا استتار اند باقی گذارد تا رحمتے بود ہم
در حق ایشان و ہم در حق دیگران اما در حق ایشان

تجلی نور قدیم کی تاو قتیکہ وہ مشہود مین فانی اور
اوسی سے باقی نہو دشوار ہے چنانچہ بیان کرتے ہین
کہ جب مجنون کے قبیلہ والون نے مجنون کی حرقت
فراق و شدت اشتیاق دیکھی تو ایک روز قبیلہ لیلے
مین سفارش کرنے گئے جاکر کہا کہ اگر مجنون کچھ دیر
لیلے کی زیارت کرلے تو کیا حرج اونھون نے کہا کہ
کچھ حرج نہین مگر مجنون کو خود دیکھنے کی طاقت
نہین۔ آخر مجنون کو بلایا اور لیلے کے خیمے
کا کونہ اوٹھایا جب اوس کی نظر لیلے کے
دامن پر پڑی تو بے ہوش ہوگیا۔ غرض
حق کی تجلی افعالی مین خلق کے محض
افعال اور تجلی صفاتی مین افعال و
صفات دونون اور تجلی ذاتی مین
ذات و صفات و افعال تینون چھپ جاتے ہین
اور حکیم مطلق بسبب عالم حکمت و وسعت
آثار رحمت اپنے خاص لوگون پر اون کے
صفات (جو منشاے استتار ہین) باقی رہنے
دیتا ہے جو اون کے نیز دوسرون کے
لیے رحمت ہے اون کے حق مین تو اس لیے

بمصالح نفوس قیام نمایند و به بقاے آن درجات
قرب حاصل کنند واما در حق دیگران تا در عین
فنا در بحر جمع متلاشی و مستغرق نشوند و وجود ایشان
سبب انتفاع دیگران بود و برخے از علماے
صاحب دل بر آنند کہ استغفار آنحضرت طلب
این ستر بود تا مستغرق عین شہود نگردد و بہ رابطہ
وجود بشریت مردم ازو منتفع شوند و حق تعالے
بہ جنسیت نفس رسول برامت منت نہاد آنجا کہ
فرمود لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز
علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف
رحیم و مراد از حال پیش صوفیہ واردات غیبی اند
از عالم علوی کہ گاہ گاہ بدل سالک از مقام اعلے
بادنے فرود آمدہ فرامی برد و برہان طریقت جنید
رحمۃ اللہ علیہ فرمود الحال نازلۃ تنزل بالقلب
ولا تدوم و مراد از مقام مرتبہ ایست از مراتب
سلوک کہ در تحت قدم سالک آید و محل استقامت
او گردد و زوال نپذیرد پس حالے کہ نسبت بفوق
دارد و در تحت تصرف سالک نیاید بلکہ وجود سالک

کہ اپنے ذاتی مصالح پر قائم رہکر اوس کے بقا سے
درجات قرب حاصل کرین اور دوسرون کے
حق مین اس لیے تا کہ وہ عین فنا مین بحر جمع مین
مستغرق ہون اور اون کے وجود سے دوسرون کو
فائدہ پہونچے بعض علماء صاحب دل کے نزدیک
آنحضرت صلعم کا استغفار اسی لیے تھا تا کہ عین شہود
مین مستغرق نہ ہو جائین اور بوجہ رابطہ وجود بشری
آپ سے لوگ فائدہ اوٹھائین اور خداوند تعالے
نے بوجہ جنسیت ذات اقدس آنحضرت صلعم کے امت
پر احسان کیا چنانچہ فرمایا لقد جاء کم رسول[1]
اور صوفیہ کے نزدیک حال سے مراد واردات
غیبی عالم علوی ہین جو کبھی کبھی سالک کے دل
پر نازل ہو کر اوسے اونے مقام سے اعلے مقام
پر لیجاتے ہین برہان طریقت حضرت جنید بغدادی
فرماتے ہین کہ حال وہ ہے جو قلب پر نازل ہو مگر ہمیشہ
نہ رہے اور مراتب سلوک مین مقام سے وہ مرتبہ مراد ہے جو سالک
کی زیر قدم آئے اور اسکا محل استقامت ہو اور زائل نہ ہو تو حال وہ
ہے جو منسوب بفوق ہو اور سالک کے تصرف مین نہ آئے بلکہ وجود سالک

[1] البتہ آیا ہے تمھارے پاس رسول تمھین مین سے بھاری ہوتی ہے اوس پر جو تم تکلیف پاؤ تلاش رکھتا ہے
تمھاری ایمان والون پر شفقت رکھتا اور مہربان ہے ۱۲

محل تصرف او بود و مقام کہ نسبت بہ تحت دارد
محل تصرف سالک بود و ازین جہت صوفیہ گفتہ
اند الاحوال مواہب والمقامات مکاسب
با آن کہ ہیچ مقام از مداخلت حالی خالی نہ باشد
و ہیچ حال از مقارنت مقامی جدا نہ و منشأ
اختلاف اقوال مشایخ قدس اللہ اسرارہم در
احوال و مقامات ازین جاست کہ یک چیز را بعضے
حال خوانند و بعضے مقام چہ جملہ مقامات در بدایات
احوال باشد و در نہایات مقام شوند چنانکہ توبہ
و محاسبہ و مراقبہ ہر یک بابتدا حالے بود در صدد
تغیر و زوال و انگاہ بمقارنت کسب مقام گردد پس
جملہ احوال محفوف بود بہ مکاسب و جملہ مقامات
محفوف بود بہ مواہب و فرق آنست کہ در احوال
مواہب ظاہر بود و مکاسب باطن و در مقامات
مکاسب ظاہر بود و مواہب باطن و بعضے مشایخ
خراسان گفتہ اند کہ الاحوال مواریث الاعمال
وازین جاست قول حضرت علی بن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ سلونی عن طرق السموات فانی
اعرف بہ من طرق الارض یعنی طرق وصول

اوس کا محل تصرف ہو اور مقام وہ ہے جو منسوب
بہ تحت ہو اور سالک کا محل تصرف اسی لیے صوفیہ
کے نزدیک حالات مواہب اور مقامات مکاسب ہین
باوجودیکہ کوئی مقام کسی حال کی مداخلت سے خالی
نہین ہوتا اور نہ کوئی حال مقام سے علیحدہ اور احوال
مقامات مین مشایخ کے اختلاف اقوال کا منشا یہی
سے ہے کہ ایک چیز کو بعض حال کہتے ہین اور بعض
مقام کیونکہ کل مقامات ابتدا حالات ہو کر انتہا
مقامات ہو جاتے ہین جیسے توبہ و مراقبہ و محاسبہ
کہ ہر ایک ابتدا مین حال قابل تغیر و زوال
ہوتا ہے پھر کسب و اکتساب سے مقام ہو جاتا ہے
تو کل حالات مکاسب پہ موقوف اور کل مقامات
مواہب مین مخفی ہوتے ہین فرق یہ ہے کہ حالات
مین مواہب ظاہر اور مکاسب باطن اور مقامات
مین مکاسب ظاہر اور مواہب باطن ہوتے ہین
اور بعض مشایخ خراسان کہتے ہین کہ حالات مورث
اعمال ہین اور اسی لیے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا یہ
ارشاد ہے کہ آسمانوں کے راستے مجھسے پوچھو کیونکہ مین ان کو راستوں
زیادہ اونکو جانتا ہون یعنی حالات پر پہونچنے کے طریقے

باحوال کہ بجہت فوقیت نسبت بہ سموات دارند
از من بپرسید کہ من می شناسم آن رابطرقے کہ از
جہت تحتیت نسبت بزمین دارند و آن مقامات
اند از توبہ و زہد و صبر و غیر آن کہ وسایط استنزال
احوال اند و بعضے مشایخ بر آنند کہ حال آن ست کہ
ثبات و استقرار نیابد بلکہ چون برق پدید آید و زائل
گردد و اگر باقی و ثابت ماند حدیث النفس بود و بعضے
بر آنند کہ تا ثابت و باقی نشود آن احوال نخوانند چہ
حلول اقتضاے ثبوت کند و چیزے کہ چون برق
لامع گردد و فی الحال منطفی شود اسم حال بر وراست
نیاید و این مذہب اختیار حضرت شیخ صاحب العوارف
ست کہ فرمود بقاے حال مایۂ حدیث النفس نشود
اگر حالے ضعیف کہ نفس قوی آن را در وقت لمعان
سلب کند واما احوال قویہ ہرگز ممتزج بہ نفس نشوند
چنانکہ روغن بہ آب و ہر وارد ے کہ چون برق
لامع گردد و در حال منطفی شود آن را بہ اصطلاح متصوفہ
لائح و لامع و طالع و طارق خوانند ظہور آن مستعقب
خفا بود و کشف مستلزم استتار چنانکہ ابو عثمان حیری
گفتہ منذ اربعین سنۃ ما اقامنی اللہ

جو بسبب فوقیت سموات سے نسبت رکھتے ہین مجھسے پوچھو
کہ مین اونکو جانتا ہون بہ نسبت اُن طریقون کے جو
بوجہ تحتیت زمین سے نسبت رکھتے ہین اور وہ مقامات
توبہ و زہد و صبر وغیرہ ہین جو حالات وارد ہونے کا ذریعہ
ہین اور بعض مشایخ کے نزدیک حال وہ ہے جو قائم
نہو بلکہ بجلی کی طرح ظاہر ہو کر زائل ہو جائے اور اگر باقی
رہے تو وہ حدیث نفس ہے اور بعض کے نزدیک
تا وقتیکہ قائم نہو اوسے حال نہ کہین گے کیونکہ حلول
مقتضی ثبوت ہے اور جو چیز بجلی کی طرح چمک جائے
اوسے حال کہنا ٹھیک نہین اور یہی حضرت شیخ
صاحب عوارف کا مذہب ہے فرماتے ہین کہ بقاے
حال مایۂ حدیث نفس نہین ہوتا البتہ حال ضعیف
جسے نفس قوی چمک کے وقت سلب کرتا ہے لیکن
قوی حالات ہرگز نفس سے نہین ملتے جس طرح
تیل پانی مین اور جو وارد بجلی کی طرح چمک جائے اُسکو
اصطلاح صوفیہ مین لائح و لامع و طالع و طارق کہتے
ہین جسکے ظہور و کشف کے ساتھ ہی خفا و استتار ہوتا ہے
چنانچہ حضرت ابو عثمان حیری نے فرمایا کہ چالیس
سال سے جس حال مین مجھے اللہ نے رکھا

فی حال فکرهته واین اشارت است بدوام
رضا وشک نیست که رضا از جملهٔ احوال است پس
دوام حال مستلزم حدیث نفس نبود و همچنین اختلاف
کرده اند دران که سالک را تصحیح مقامیکه قدمگاه
اوست پیش از ترقی بمقام فوق آن ممکن بود
یانه حضرت جنید رح گفته است که ممکن است که بنده
از حالے بحالے ارفع ازان ترقی کند پیش از انکه حال
اول تمام شود بلکه هنوز بقیهٔ ازان برو مانده بود
وچون بحالے فوق آن ترقی کند از انجا بر حال اول
اطلاع یابد وآن را تصحیح کند وخواجه عبد الله
انصاری رح گفته که تصحیح هیچ مقامے ممکن نبود
الا بعد از ترقی بمقامے فوق آن تا سالک از مقام
اعلیٰ به مقام ادنے نگردد وآن را تصحیح کند وحضرت
شیخ شهاب الدین سهروردی رح بران ست که هیچ
سالک را پیش از تصحیح مقام که قدمگاه اوست
ترقی بمقام فوق آن میسر نشود ولیکن قبل ترقی
از مقام اعلیٰ حالے برو نازل شود که بواسطهٔ
نزول آن مقام بروے مستقیم گردد ویا ترقی او
از مقامے به مقامے باتصرف حق وموهبت الٰهی

مین نے اوسے برا نہ جانا اور اس سے دوام رضا
کی طرف اشارہ ہے اور اسمین شک نہین کہ رضا بھی
منجملہ حالات ہے تو دوام حال مستلزم حدیث نفس نہین
اور اسی طرح اس مین بھی اختلاف ہے کہ سالک کو اوس
مقام کی تصحیح جو اوسکا قدمگاہ ہے اوس سے اعلیٰ
مقام پر ترقی سے قبل ممکن ہے یا نہین حضرت جنید رح
کے نزدیک تو ممکن ہے کہ بندہ ایک حال سے دوسرے
حال پر جو اوس سے اعلیٰ ہے پہلے حال کے تمام ہونے
بلکہ ہنوز کچھ باقی رہجانیکے قبل ترقی کرے اور جب اوس
حال سے ترقی کرتا ہے تب پہلے حال کی اطلاع پاتا
اور اوس کی تصحیح کرتا ہے اور حضرت خواجہ عبد اللہ انصاری
فرماتے ہین کہ کسی مقام کی تصحیح بلا اوس سے اعلیٰ مقام
پر ترقی کیے ممکن نہین جبتک سالک اعلیٰ سے ادنے
مقام کی طرف واپس ہوگا تصحیح نہ کریگا اور حضرت شیخ
شہاب الدین سہروردی رح فرماتے ہین کہ کسی سالک کو اوس
مقام کی تصحیح سے پہلے جو اوسکا قدمگاہ ہے اعلیٰ مقام
پر ترقی میسر نہین ہوتی مگر ترقی سے پہلے اعلیٰ مقام سے ایک
حال اوسپر نازل ہوتا ہے جسکی وجہ سے وہ اوس مقام پر قائم ہوجاتا
یا ایک مقام سے دوسرے مقام پر اوسکی ترقی تصرف حق وموہبت الٰہی

بود نہ بکسب خود تا ترقی از ادنے بہ اعلے نزدیک
نشود از اعلے با دنے حالے نازل نہ گردد وحمل
تقرب بندہ بخدا و تقرب خدا بہ بندہ در حدیث
من تقرب الی شبراً تقربت الیہ ذراعاً بر
مقامات واحوال کردن مطابق است پس تقرب
بندہ بہ کسب وسلوک در مقام خود مستجلب جذبۂ آلہی
در صورت نزول حال۔ مولانا محمد امین نقشبندی در
رسالہ می نگارد و باید دانست کہ دیدن مقام دیگر است
و رسیدن بہ آن دیگر و تمکن و تحقق دران دیگر دیدن
تعلق بہ علم دارد و رسیدن بہ عمل و تمکن و تحقق بحال
مثلاً اول مقامات توبہ است پس دیدن این مقام
بمعنی دانستن است یعنی حقیقت توبہ چیست چون
حقیقت آن را دانست گویا آن را دید و رسیدن
بآن مقام بمعنی عمل کردن است و مقتضاے آنچہ
لازمۂ این مقام است بہ عمل و تکلف و تمکن و تحقق
درین مقام باین معنی است کہ آنچہ مقتضاے
آن مقام است بے عمل و بے تکلف از سر حال
وا ز روی ذوق ازان بوقوع آید وقس علی ہذا

سے ہونہ اپنے کسب سے او رجب تک ادنے سے اعلے
پر ترقی قریب نہین ہوتی تب تک اعلے سے ادنے پر
کوئی حال نازل نہین ہوتا اور حمل تقرب بندہ بخدا
و تقرب خدا بہ بندہ حدیث من تقرب الخ مین
مقامات واحوال پر کرنا درست ہے کیونکہ بندہ کا
اپنے مقام پر کسب و سلوک سے تقرب حال نازل ہونے
کی صورت مین جاذبۂ آلہی کا مستجلب ہے مولانا
محمد امین نقشبندی رسالہ مین لکھتے ہین کہ دیکھنا اور
مقام ہے اور اوس پر پہونچنا اور مقام اور اوسمین ٹھہرنا
اور مقام ہے دیکھنا علم سے متعلق ہے اور پہونچنا
عمل سے اور ٹھہرنا حال سے مثلاً پہلا مقام توبہ ہے
تو اوس مقام کا دیکھنا اوس کا جاننا ہے یعنی یہ کہ
توبہ کی حقیقت کیا ہے جب اوس کی حقیقت
جان گیا تو گویا اوس مقام کو دیکھا اور اوس
مقام پر پہونچنا اوس کے لوازم و مقتضیات پر
عمل کرنا ہے اور ٹھہرنا یہ ہے کہ اوس کے
مقتضیات بلا عمل و تکلف ذوقاً و حالاً
اوس سے واقع ہون اور اسی پر ———

لہ جو شخص میری طرف بالشت بھر قریب ہوا مین اوس کی طرف گز بھر قریب ہوتا ہون ۱۲

مقام الزهد والتوکل والصبر والشکر
والرضا وغیرها چون کسے نیک تامل می کند
می یابد در هر مقامے از مقامات سه حال که مذکور
اند در مقام تو به پس مقام عبودیت که اعلیٰ و
ارفع مقامات است دران مقام نیز این سه
حالت است دیدن و رسیدن و متمکن و متحقق شدن
دیدن مقام یعنی دانستن آن مقام است و متمکن
و متحقق شدن یعنی آنکه صدور حسنات و خیرات و
مبرات حق او را حال شود و مقتضاے این مقام
عبودیت است هر که باین مقام می رسد و متمکن و
متحقق می شود در هر حال تفتیش احوال لازم او گردد
یعنی همواره نفس خود را متهم داشته تجسس و جستجوے
عبودیت نفس خود می کند هر چند به عنایت لطف
و کرم حق سبحانه از عیوب پاک شده باشد اما خود را
خالی از عیب و تقصیر نمی داند و اعتراف به تقصیرات
و ذنوب شیوهٔ خود ساخته از شر نفس و شیطان
پناه بخداے تعالےٰ می جوید کما دل الحدیث
الآتی عن ابی هریرة قال قال ابوبکر
یا رسول الله امرنی بشیء اقوله اذا اصبحت

زہد و توکل و صبر و رضا و شکر وغیرہ کو قیاس کرنا
چاہیے اور غور کرنے سے ان مقامات میں سے
ہر مقام میں یہ تینوں حال پائے جاتے ہیں تو مقام
عبودیت جو تمام مقامات سے اعلےٰ ہے اوس میں
بھی یہی تینوں حالتیں ہیں دیکھنا اور پہونچنا
اور ٹھہرنا مقام دیکھنا یعنی اوس کا جاننا اور
اوس میں قائم ہونا یعنی صدور حسنات و خیرات
و مبرات حق اوس کا حال ہو جاے اور اس کا
مقتضا عبودیت ہے جو کوئی اس پر پہونچتا اور
قائم ہوتا ہے تو ہر وقت کی تفتیش حال اوس پر
لازم ہو جاتی ہے یعنی ہمیشہ وہ اپنے نفس کو متہم
رکھکر اوس کی عبودیت کی جستجو کیا کرتا ہے اگرچہ
بعنایت الٰہی تمام عیوب سے پاک بھی ہو جاے
تو بھی خود کو قصوروار و خاطی پاتا ہے اور خدا سے
ہر وقت نفس و شیطان کے شر سے پناہ مانگتا
رہتا ہے جس پر حضرت ابوہریرہ کی یہ
حدیث دلالت کرتی ہے انھوں نے فرمایا کہ
حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے
کوئی ایسی چیز بتائیے جسے میں صبح و شام

امسیت قال قل اللھم یا عالم الغیب والشھادۃ
فاطر السموات والارض رب کل شیء اشھد
ان لا الہ الا انت اعوذ بک من شر نفسی ومن
شر الشیطان وقلھا اذا اصبحت واذا امسیت
واذا اخذت مضجعک رواہ الترمذی وابن
ماجۃ وابو داؤد والدارمی ونیز باید دانست کہ
خضوع وخشوع وانکسار وادب وحرمت وخشیت لازم
وقت صاحب این مقام می گردد قال اللہ تعالے
انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء وقال صلے اللہ
علیہ وسلم انا اعلمکم باللہ واخشٰکم بہ و
قیل سئل ولی من اولیاء الکبار ما التصوف
قال التصوف کلہ ادب پس ہر کہ تامل در آیات
واقوال مشایخ می کند میداند کہ مقتضائے عبودیت
چیست اگر کسے گمان برد کہ بمقام سوم عبودیت
رسیدہ ام باید دید کہ مقتضیات این مقام لازم
شرایط آن اگر ادا شوند باید دانست کہ تمکن و
تحقق دارد ورنہ نہ وامارسیدن وتمکن وتحقق شدن
از آثار وعلامات است چون آثار وعلامات یافتہ شود

پڑھا کروں آپ نے فرمایا کہ اللھم[1] یا
عالم الغیب والشھادۃ الخ صبح وشام
اور سوتے وقت پڑھا کرو اسے ترمذی وابن ماجہ
وابو داؤد ودارمی نے روایت کیا اور خشوع و
خضوع وانکسار وادب وحرمت وخوف اوس
مقام والے کے لازم حال ہوجاتے ہین۔ اللہ
تعالے فرماتا ہے کہ اللہ سے اوس کے عالم
بندے ہی ڈرتے ہین۔ یا۔ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ مین تم سب سے زیادہ اللہ کو جانتا اور اوس
سے ڈرتا ہون ایک بزرگ سے پوچھا گیا کہ
تصوف کیا ہے فرمایا کہ تصوف بالکل ادب ہے
تو جو کوئی آیات واقوال مشایخ مین غور کرتا ہے
وہ جانتا ہے کہ مقام عبودیت کا مقتضا کیا ہے
اگر کسی کو یہ خیال پیدا ہو کہ مین مقام عبودیت
پر پہونچ گیا تو دیکھنا چاہیے کہ مقتضیات عبودیت
اوس سے ادا ہوتے ہین یا نہین اگر ادا ہوتے ہون
تو سمجھنا چاہیے کہ وہ اوس پر متمکن ہے ورنہ نہین کیونکہ
پہونچنا اور ٹھہرنا اوسکے آثار وعلامات ہین جب وہ نہ پائی جاتیگی

[1] اے اللہ اے غیب وشہادت کے جاننے والے زمین وآسمان کے پیدا کرنیوالے پروردگار ہر چیز کے گواہی دیتا ہون مین
اس بات کی کہ نہین کوئی معبود سوے تیرے پناہ مانگتا ہون مین اپنے نفس کی برائی اور شیطان کی برائی سے ۱۲

پس تمکن وتحقق معلوم پس طالب صادق رابایہ
کہ برسیدن ہر مقام خرسند و دربند نشود بلکہ برحصول
آن مقام شکر ایزدی بجا آرد و سعی نماید کہ بآن
مقام رسد و رسیدن را غنیمت شمرد ولیکن مقتضائے
علوہمت آن است کہ بآن نیز اکتفا نکند بلکہ سعی
نماید کہ دران متمکن ومتحقق گردد و بہ مضمون آیۂ
کریمہ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى وَاَنَّ
سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ثُمَّ يُجْزٰهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى
وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى مشرف و بہرہ مند شود
اللّٰھم وفقنا لما تحب وترضیٰ۔

تو تمکن بھی نہ پایا جائیگا لہذا طالب صادق
کو سیر مقامات پر مطمئن وخوش نہ ہونا چاہیے
بلکہ اوس کے حصول پر خدا کا شکر اور اس کی
کوشش کرنا چاہیے کہ اوس مقام پر پہونچ جاے
اور پہونچنے کو غنیمت سمجھے مگر مقتضاے علوہمت
تو یہ ہے کہ اوس پر بھی اکتفا نہ کرے بلکہ اوسمین
ٹھہرنے کی کوشش کرے اور بہ مضمون آیۂ کریمہ
لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى وَاَنَّ سَعْيَهٗ
سَوْفَ يُرٰى ۔ الخ ۔ مشرف ہو۔ یا اللہ ہمکو
اپنے پسندیدہ امور کی توفیق دے

قوله لِاَنَّهَا مَوَاهِبُ رَبَّانِيَّةٌ وَمَنَائِحُ حَقَّانِيَّةٌ

اقول مواہب جمع موہبت بمعنی بخشش و منایح
جمع منحہ بمعنی عنایت یعنی علوم قوم بخششہاے
ربانیہ اند و عنایتہاے حقانیہ کہ بفکر و کسب
حاصل نمی گردد الحق ع این کار دولت است
کنون تا کرا دہند۔

مواہب جمع موہبت بمعنی بخشش و منایح جمع منحہ
بمعنی عنایت یعنی علوم قوم خدا کی بخششین اور
عنایتین ہین جو فکر اور کسب سے حاصل
نہین ہوتین۔ بے شک یہ بڑی دولت ہے
جس کو چاہین دین۔

قوله اِسْتَتَرَ لَهَا صَفَاءُ السَّرَائِرِ وَخُلُوصُ الضَّمَائِرِ

اقول فرود می آرد آن علوم را صفاء سر از کدورت

یعنی سر کا التفات بغیر کی کدورت سے صاف ہونا

لہ نہین ہے انسان کے لیے مگر جو کچھ کہ وہ کوشش کرے اور بے شک عنقریب وہ اپنی کوشش دیکھیگا پھر اوسکو
بدلا دیا جائیگا پورا بدلا اور البتہ طرف پروردگار کے پورا ہونا ہے ۔ ۱۲

التفات بالغیر و بہ خلوص دل از ذمائم و رذائل
و بدان کہ در بعضے حواشی عوارف است کہ اعلم
ان السرائر کالمرائی وھی اذا صقلت و وقعت
فی مقابلۃ بنور الشمس استنارت تلالٔت
المرائی انعکاس نور الشمس الی غائلہ و این
جملہ صفت ماقبل خود است اے نزول مواہب
مخصوص است بصفائے قلب۔

اور دل کا بری باتون اور کمینہ حرکتون سے پاک
ہونا ان علوم کو اوتارلاتا ہے۔ بعض حواشی
عوارف مین ہے کہ سرائر آئینون کی طرح ہین
کہ جب وہ جلا کرکے آفتاب کے سامنے لائے
جاتے ہین تو اون مین عکس نور آفتاب آجاتا ہے
اور یہ جملہ اپنے ماقبل کی صفت ہے یعنی نزول
مواہب صفائے قلب سے مخصوص ہے۔

قوله فَاسْتَعْفَتْ بِكُنْهِهَا عَنِ الْإِشَارَةِ وَطَفَحَتْ عَلَى الْعِبَارَةِ

اقول الاستعفاء سرکشی کردن والطفح پر کردن۔
یعنی مشکل گردیدند مواہب از احیار اشارہ بذاتہا
و بلند اند از احاطہ عبارت خلاصہ این کہ بہ علو مرتبت
خویش از عبارت معرا اند و از اشارت مبرا۔

استعفاء سرکشی کرنا اور طفح بھرنا یعنی مواہب احیار
سے مشکل اور احاطہ عبارت سے بلند ہین خلاصہ
کہ اپنے علو مرتبت کی وجہ سے عبارت سے معرا
اور اشارہ سے مبرا ہین۔

قوله وَتَهَادَتْهَا الْأَرْوَاحُ بِدَلَالَةِ التَّشَامِّ وَالْإِئْتِلَافِ وَكَرَعَتْ حَقَائِقُهَا مِنْ بَحْرِ الْأَلْطَافِ

اقول تہادت مشتق از تہادی بمعنی تحفہ دادن
چنانچہ در حدیث آمدہ تہادوا الخ در بعضی حواشی
عوارف است بدان کہ تہادی فرستادن تحفہ
از جانبین و تشام بمعنی بوئیدن و در اصطلاح صوفیہ
مراد است از کشادن قلب طالب انفاس فطرۃ
را از صفائے باطن و کرع نوشیدن از رو کذا فی المنتخب

تہادت تہادی سے مشتق ہے جس کے معنے تحفہ دینے
کے ہین چنانچہ حدیث مین ہے کہ آپس مین تحفہ
دو تا کہ محبت بڑھے بعض حواشی عوارف مین ہے
کہ تہادی جانبین سے تحفہ بھیجنا اور تشام بمعنی سونگھنا
اور یہ اصطلاح صوفیہ قلب طالب کا کھولنا انفاس
فطرۃ کو صفائے باطن سے اور کرع مونھ سے پینا منتخب

معنی این کہ وہ ہدیہ گرفتند آن مواہب را ارواح درمیان خودہا بدولت کشود الفت زیرا کہ ارواح جنود مجندہ اند انچہ مقبول خاطر یابند بپذیرند وانچہ منکر بود نگیرند پس ایتلاف شان فیما بین تشام روحی ونفس قدسی ست پس مواہب اصفیا ومنایح اولیا مقربین از ہدایاے ارواح است فیما بین تشام روحی ونفس رحمانی کہ تعلق ندارد بکسب وفکر قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَشْرَبَهُمْ بیان این است نوشیدند آن ارواح از دریاے عنایت ربانی وانوار سبحانی نداز حس نفس وتصور عقل لانہ طور وراء طور العقل وبعد ازین می فرماید

معنے یہ ہوے کہ ارواح اون مواہب کو باہمی تحفتہ بدولت کشود الفت لیتے ہین کیونکہ ارواح جنود مجندہ ہین جو پسند خاطر ہوتا ہے لیتے ہین اور جو ناپسند ہوتا ہے نہین لیتے تو اون کی باہمی الفت تشام روحی ونفس قدسی سے ہے تو مواہب اصفیا و منایح اولیا مقربین باہمی ہدیہ روحانی بتشام روحی ونفس رحمانی ہے جو کسب وفکر سے متعلق نہین قد علم کل اناس مشربهم[1] اسی کا بیان ہے اور اون ارواح نے دریاے عنایت ربانی وانوار سبحانی سے نوش کیا نہ حس نفس وتصور عقل سے کیونکہ یہ ایک طور وراے طور عقل ہے پھر فرماتے ہین

قوله وَقَدِ انْدَرَسَ كَثِيْرٌ مِنْ دَقَائِقِ عُلُوْمِهِمْ كَمَا انْطَمَسَ كَثِيْرٌ مِنْ حَقَائِقِ رُسُوْمِهِمْ

اقول اندراس کہنہ شدن انطماس محو شدن یعنی محو گشت امروز بسیارے از باریکیہاے علوم شان چنانکہ کہنہ شدند وبمنزلہ نابود رسیدند بسیارے از حقایق رسوم شان زیرا کہ ظاہر عنوان باطن است ودر ظاہر از آداب حقایق شان ہیچ باقی نیست وتائید آورد بقول سلف وگفت ۔

اندراس پرانا پڑ جانا انطماس مٹ جانا یعنی آج تو ان اونکے علوم کی بہت سی باریکیان مٹ گئین جسطرح بہت سے حقایق رسوم کہنہ ونا پید ہو گئے کیونکہ ظاہر عنوان باطن ہے اور بظاہر اون کے آداب حقایق کچھ بھی باقی نہین اور قول سلف سے تائید لاکر فرمایا ۔

قوله وَقَدْ قَالَ الْجُنَيْدُ عِلْمُنَا هٰذَا قَدْ طُوِيَ بِسَاطُهُ مُنْذُ كَذَا سَنَةً وَنَحْنُ نَتَكَلَّمُ فِيْ حَوَاشِيْهِ

[1] بیشک جان لیا ہر شخص نے اپنے مشرب کو ۔

وَهٰذَا الْقَوْلُ مِنْهُ فِيْ وَقْتِهٖ مَعَ قُرْبِ الْعَهْدِ بِعُلَمَاءِ السَّلَفِ وَصَالِحِي التَّابِعِيْنَ فَكَيْفَ هُنَا ذٰلِكَ مَعَ بُعْدِ الْعَهْدِ وَقِلَّةِ الْعُلَمَاءِ الزَّاهِدِيْنَ وَالْعَارِفِيْنَ بِحَقَائِقِ عُلُوْمِ الدِّيْنِ

پس تاسف میکند شیخ ومیفرماید کہ قول جنید بغدادی در وقت اوست باقرب زمان تابعین و این منقوص نیست بقوله یقول الجاهل الخ زیراکہ آن قول بطریق انکار بود از علماء وقت وحرمان محض از حظوظ نعمت وقت پس قول او وما فقدوا بطریق ردّ است و این بطریق تاسف وشک نیست کہ ہر قدر کہ جمال دین وکمال یقین در عہد نبوی وسلف صالح بود بعد او شان نماند پس تاسف کرد و این جایز است وانکار جایز نہ چہ او محروم میگرداند جہال را از نعمتہای صوفیہ وبے شک علماء امت قائم بحق اند پس انکار نیست مگر حرمان محض والحذر منہ وچون فارغ شد از مقدمات تالیف متوجہ شد بسوی حق و گفت

یعنی حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ تاسف کرکے فرماتے ہین کہ حضرت جنید بغدادی کا یہ مقولہ اپنے زمانے مین تھا کہ جب زمانہ حضرات تابعین قریب تھا اور یہ اونکے ارشاد یقول الجاهل کے خلاف نہین کیونکہ وہ ارشاد بطریق انکار علماء وقت سے اور حظوظ نعمت سے حرمان محض کے تھا تو حضرت مصنف کا یہ قول کہ ما فقدوا تردید ہے اور یہ تاسف اور اسمین شک نہین کہ جسقدر جمال دین و کمال یقین زمانہ نبوی صلعم وسلف صالح مین تھا وہ پھر نہین رہا لہذا تاسف جائز ہے انکار جایز نہین کیونکہ وہ جاہلون کو نعمت صوفیہ سے محروم کردیتا ہے اور علماء امت قائم بحق کا انکار بجز بدنصیبی کے اور کچھ نہین جس سے بچنا چاہیے پھر بعد تالیف مقدمات خدا کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہین

قَوْلُهٗ وَاللّٰهُ الْمَامُوْلُ اَنْ يُّقَابِلَ جُهْدَ الْمُقِلِّ بِحُسْنِ الْقَبُوْلِ

اقول مامول مشتق از امل یعنی امید و مقل بضم میم و فتح اندک و قبول بفتح اول پذیرفتن مع برین وزن مصدر شاذ است و بضمتین بیش آمدن کذا فی الصراح یعنی امید وارم از حق کہ کوشش قلیل مرا جود و کرم او قبول کند با حسن قبول

مامول امل سے مشتق ہے جسکے معنے امید کے ہین اور مقل بضم و فتح میم اندک اور قبول بفتح اول قبول کرنا اور اس وزن مصدر شاذ ہے اور بضمتین پیش آنا صراح یعنی مین خدا سے اسکا امیدوار ہون کہ اوسکا جود و کرم میری اس قلیل کوشش کو بحسن قبول

خویش فانّهٗ علےٰ ذٰلِکَ قدیرٌ۔

خاتمہ بعد ازین قدرے از حال مصنف ہم
توان دانست امام یافعی در القاب وے چنین نوشتہ
اوستاذ زمانہ فرید اوانہ مطلع الانوار منبع الاسرار
دلیل الطریقۃ ترجمان الحقیقۃ استاذ شیوخ الاکابر
الجامع بین علمی الباطن والظاہر قدوۃ العارفین
وعمدۃ السالکین العالم الربانی شہاب الدین ابو
حفص عمر بن محمد البکری السہروردی قدس اللہ
تعالیٰ سرہٗ کنیت ایشان ابو حفص و لقب شیخ الشیوخ است
نسب شریفش بہ حضرت صدیق اکبر منتہی میگردد ولادت
باسعادت وے در ماہ رجب ۵۳۹ھ پانصد وسی نہ
ہجری شد قطب زمان و غوث اوان و عالم عامل و فاضل
کامل بودند و مذہب شافعی میداشتند و در بغداد مشہورترین
متاخرین بودند انتساب وے در طریقت بہ ابو النجیب
سہروردی عم خود است و صحبت حضرت غوث الاعظم
سیدی محی الدین عبد القادر جیلانی مشرف گشتہ توام
عظیم حاصل نمود آنحضرت رضی اللہ عنہ در حق وے فرمود
یا عمر انت آخر المشہورین بالعراق و خود میفرمود کہ در شباب
بعلم کلام مشغول بودم و کتابے چند ازان یاد گرفتم عم من

قبول کرے کیونکہ وہ اسپر قادر ہے۔

خاتمہ مختصر حال حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہ ہیں
امام عفیف الدین اسعد یافعی یمنی مکی نے آپکے القاب
یون لکھے ہین اوستاد زمان فرید دوران مطلع انوار
منبع اسرار دلیل طریقت ترجمان حقیقت استاد شیوخ اکابر
جامع علم باطن وظاہر قدوۃ العارفین عمدۃ السالکین
عالم ربانی شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد بکری سہروردی
قدس اللہ تعالیٰ سرہ آپکی کنیت ابو حفص اور لقب
شیخ الشیوخ ہے آپ کا نسب شریف حضرت صدیق
اکبر رضی اللہ عنہم پر ختم ہوتا ہے ولادت باسعادت
آپ کی ماہ رجب ۵۳۹ھ پانسو انتالیس ہجری مین
ہوئی قطب زمان غوث آوان عالم عامل فاضل کامل
شافعی مذہب اور بغداد مین مشہورترین متاخرین
تھے آپ کو اپنے چچا حضرت شیخ ابو النجیب سہروردی
سے طریقت مین انتساب تھا اور حضرت غوث الاعظم
سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی صحبت بابرکت سے
بھی مشرف ہو کر فیضیاب ہوئے تھے حضرت غوث اعظم نے آپسے فرمایا کہ
اے عمر تم آخر مشہورین عراق ہو آپ فرماتے تھے کہ مین جوانی مین علم کلام
مین مشغول تھا اور اسکی اکثر کتابین بھی مجھکو یاد تھین میرے چچا

مرا منع میکرد روزے ہمراہ او بزیارت حضرت شیخ عبد القادر
جیلانی رفتم مرا فرمود حاضر باش کہ پیش مردے میروم
کہ دل وے از خدائے تعالے خبر میدہد و منتظر باش
برکات دیدار وے را چون نشستم عم من عرض کرد
کہ یا سیدی این برادر زادۂ من بعلم کلام مشغول است
ہر چند منع می کنم باز نمی آید حضرت فرمود اے عمر
کدام کتب حفظ کردۂ نام کتب عرض کردم او دست
خود بر سینہ من نہاد واللہ کہ یک لفظ ازان یاد نماند وازا
علم لدنی مملو گشت انچہ یافتم ببرکت او یافتم و را تصانیف
است چون عوارف و رشف النصائح و اعلام الہدے
فی عقیدۃ ارباب التقی وغیرہا و عوارف کتابیست لاجواب
باین جامعیت کتابے از متاخرین ننوشتہ در مجمع السلوک
مولفہ حضرت شیخ سعد خیرابادی تعریف این کتاب و
آمدنش در ہندوستان بالتفصیل مرقوم ست باید دید و
عوارف در مکہ معظمہ تصنیف کردہ ہر گاہ بر واے مشکل
شدے طواف خانہ کردے و طلب توفیق از حق نمودے
حضرات مقتدایان دین مثل حضرت شیخ نظام الدین
اولیا محبوب الٰہی دہلوی و حضرت شیخ قطب الدین دمشقی
صاحب رسالہ مکیہ و حضرت مخدوم شاہ مینا لکھنوی

اُس سی مجھکو منع فرمایا کرتے تھے ایک روز وہ حضرت شیخ
عبد القادر جیلانی رض کی زیارت کو چلے مین بھی اُنکے ساتھ تھا
مجھ سے فرمایا کہ خبردار رہیو مین ایسے شخص کے حضور مین
جا رہا ہون جسکے دل کو خدا خبرین دیا کرتا ہے اور اوسکے
برکات زیارت کے منتظر رہنا جب ہم حاضر ہوے تو میرے چچا نے
عرض کیا کہ یا حضرت یہ میرا بھتیجا علم کلام کا بڑا شایق ہی ہر چند
منع کرتا ہون نہین مانتا ہی حضرت نے مجھسے فرمایا کہ کون کون
کتابین یاد کی ہین مینے کتابونکے نام لیے حضرت نے اپنا دست
مبارک میرے سینے پر پھیرا خدا کی قسم کہ پھر مجھکو ایک لفظ بھی
یاد نہ رہی اور میرا سینہ علم لدنی سی بھر گیا مینے جو کچھ پایا اونہین
کی برکت سے پایا عوارف و رشف النصایح و اعلام الہدے
فی عقیدۃ ارباب التقی وغیرہ آپکی تصنیف ہین عوارف لاجواب
کتاب ہی متاخرین مین کسی نے ایسی جامع کتاب نہین لکھی مجمع السلوک
مولفہ حضرت مخدوم شیخ سعد خیرابادی مین اسکی تعریف اور اسکا
ہندوستان مین آنا مفصل مذکور ہی اسے آپ نے مکہ معظمہ مین
لکھا جب کوئی مشکل پیش آتی تھی تو طواف کرکے دعا مانگتے
تھے وہ حل ہو جاتی تھی حضرات مقتدایان دین مثل
حضرت شیخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی حضرت شیخ
قطب الدین دمشقی صاحب رسالہ مکیہ حضرت مخدوم شاہ مینا لکھنوی

وغیرہم از اساتذۂ خویش خواندہ وسند گرفتہ ومدار
کار خود برین کتاب داشتہ والحمد للہ کہ سند این
کتاب مستطاب در خاندان فقیر بوجہ وسایط قلیلہ
خود از نوادر شمردہ می شود وآن این کہ فقیر اجازت
وسماع او از والد ماجد خود می دارد واوشان از عم خود
واوشان از والد خود حضرت مولانا شاہ تراب علی
قلندر واوشان از والد خود حضرت عارف باللہ
شاہ محمد کاظم قلندر واوشان از حضرت پیر ومرشد
خود جناب کلید عرفان شاہ باسط علی قلندر الہ آبادی
وآنحضرت بطور اویسی از حضرت مصنف کتاب
مید اشتند ارباب طریقہ از بلاد دور ونزدیک
استفتاہاے مسائل از و میکردند چنانچہ در نفحات
است کہ کتب الیہ بعضہم یا سیدی ان
ترکت العمل اخلدت الی البطالۃ وان عملت
اَدخلنی العُجبُ فکتب الیہ فی جوابہ اِعمل
وَاستغفر اللہ مِنَ العُجب ودر رسالۂ اقبالیہ
مذکور است کہ شیخ رکن الدین علاء الدولہ گفتہ
است کہ از شیخ سعد الدین حموی پرسیدند کہ شیخ
محی الدین ابن عربی را چون یافتی گفت بحر مواج

وغیرہ نے اپنے اوستادون سے پڑھکر سند لی اور اپنی تمام
امور کا مدار ومدار اسی کتاب پر رکھا اور خدا کا شکر ہے کہ اس
کتاب مستطاب کی سند میرے خاندان مین بھی بوجہ
کم واسطون کے ایسی ہے جو نہایت نادر سمجھی جاتی ہے اور
وہ اس طرح کہ مین نے اسے اپنے والد ماجد سے پڑھا اور
اجازت لی اور اونھون نے اپنے چچا سے اور اونھون نے اپنے
والد سے اور اونھون نے اپنے والد حضرت عارف باللہ
شاہ محمد کاظم قلندر سے اور اونھون نے اپنے پیر ومرشد حضرت
کلید عرفان شاہ باسط علی قلندر الہ آبادی سے اور اونھون نے
اویسیا حضرت مصنف کتاب سے اجازت لی۔ ارباب
طریقت دور ونزدیک شہرون سے آپسے مسائل پوچھا
کرتے تھے چنانچہ نفحات مین ہے کہ بعضون نے آپ کو
لکھا کہ یا حضرت اگر مین عمل چھوڑے دیتا ہون تو بطالت
مین رہ جاتا ہون اور اگر عمل کرتا ہون تو عجب مجھ مین
آیا جاتا ہے آپ نے جواب مین لکھا کہ عمل کر اور اللہ سے
عجب پر استغفار کر۔ رسالۂ اقبالیہ مین ہے کہ شیخ رکن الدین
علاء الدولہ نے فرمایا کہ شیخ سعد الدین حموی سے لوگون
نے پوچھا کہ آپ نے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی
کو کیسا پایا فرمایا کہ دریاے ناپیدا کنار ہین

لانهایة له گفتند که شیخ شهاب الدین را چگونه یافت نور متابعة النبوی فی جبین السهروردی
شئ آخر انتهی و پوشیده نماند که اقوی بودن
این تعریف نظر به مفهوم صریح است زیرا که از تعریف
نفی متابعت مفهوم نمی گردد پس تواند بود که باوجود
بحر حقایق است در کمال متابعت بوده باشد
بلکه بے کمال متابعت بحر حقایق نمی تواند بود
واللہ اعلم ۔ از خلفاے ایشان حضرت نور الدین
مبارک غزنوی ۔ و حضرت بہار الدین زکریا ملتانی
و شیخ نجیب الدین علی برغش شیرازی و شیخ
حمید الدین ناگوری و از جملہ مسترشدان شیخ
سعدی شیرازی بود ۔ وفات وے در غرہ محرم
سنہ ۶۳۲ شش صد وسی ودو است و مزار مبارک
درون شہر بغداد است و عمر شریف نود و سہ سال بود

والحمد للہ علی ما اعاننی فی تسوید هذا
الشرح فقط

پھر پوچھا اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کو
فرمایا کہ نور متابعت نبوی سہروردی کی پیشانی مین
اور ہی چیز ہے ۔ مخفی نہ رہے کہ اس تعریف کا زیادہ
قوی ہونا بنظر مفہوم صریح ہے کیونکہ اس سے حضرت
شیخ اکبر کی نفی متابعت نہین پائی جاتی ممکن ہے
کہ وہ بھی باوجود بحر حقایق ہونے کے متابعت مین
بھی کامل ہون بلکہ بلاکمال متابعت بحر حقایق نہین ہو
سکتے ۔ آپ کے خلفا مین حضرت سید مبارک غزنوی
اور حضرت بہار الدین زکریا ملتانی ۔ اور حضرت
شیخ نجیب الدین علی برغش شیرازی ۔ اور حضرت شیخ
حمید الدین ناگوری قدست اسرارہم ہین ۔ اور منجملہ
مسترشدین حضرت شیخ سعدی بھی تھے آپکی وفات
غرہ محرم سنہ ۶۳۲ ہجری مین ہوئی ۔ عمر شریف ترانوے ۹۳
سال کی ہوئی مزار مبارک اندرون شہر بغداد ہے

خداوند عالم کا شکر ہے جس نے مجھکو یہ شرح لکھنے
کی توفیق عطا فرمائی ۔

باہتمام محمد قادر بخش مالک مطبع اصح المطابع تھوی ٹولہ ۔ لکھنو
اس کارخانہ مین ہر قسم کا رنگین و ملان کا کام بکفایت چھپ سکتا ہے اور حسب عذر دیا جاتا ہے ۔ خاکسار
سے پبلک واقف نہے